THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, 10th November, 2025
(355th Session)
Volume XI, No.04
(Nos. 01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XI	SP.XI (04)/2025
No.04	04

``

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence.. 2
3. Further discussion on the Motion regarding the Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025.............................. 3
    - Senator Shahzaib Durrani 3
    - Senator Zamir Hussain Ghumro............................ 9
    - Senator Fawzia Arshad.. 14
    - Senator Poonjo Bheel 18
    - Senator Amir Waliuddin Chishti.......................... 22
    - Senator Quratulain Marri.................................... 25
    - Senator Khalil Tahir 28
    - Senator Muhammad Abdul Qadir....................... 34
    - Senator Jam Saifullah Khan................................. 38
    - Senator Syed Waqar Mehdi 43
4. Presentation of report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025] 48
    - Senator Farooq Hamid Naek............................... 49
    - Senator Syed Faisal Ali Subzwari......................... 55
    - Senator Khalida Ateeb 62
    - Senator Rubina Khalid... 64
    - Senator Atta-ur-Rehman..................................... 67
    - Senator Aimal Wali Khan..................................... 68
    - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House 71
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister of Law and Justice 71
5. Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules.... 73
6. Consideration and Passage of [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025].. 73
    - Senator Mohammad Ishaq Dar......................... 104
    - Senator Saifullah Abro 114
    - Senator Naseema Ehsan 115

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, 10th November, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past eleven in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Manzoor Ahmad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ
مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ
بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ
النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾

ترجمہ: اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے لیے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اُس کا (مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے، پس جو معاف کر دے اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔اور جو بدلہ لیتے ہیں اپنے اُوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں۔بے شک ملامت اُن پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں ناحق، یہی ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(سورۃ الشوریٰ: آیات ۳۸ تا ۴۲)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جزاک اللہ۔السلام علیکم۔

Leave of Absence

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید فیصل علی سبزواری صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 354 ویں مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 351 تا 354 ویں اجلاسوں کے دوران مختلف تاریخوں میں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ نے بیرون ملک سرکاری مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 354 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 30 ستمبر اور 3 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر لیاقت خان ترکئ صاحب نے ناسازیِ طبعیت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کل کچھ تقریریں سینیٹر صاحبان کی رہ گئی تھی Constitution میں ترمیم کے حوالے سے تو ہم پہلے تقریریں لے لیتے ہیں اس کے بعد ہم Business کی طرف چلے جائیں گے۔ چیئرمین سینیٹ صاحب نے کچھ جو رہ گئے تھے ہمارے دوست سینیٹر صاحبان اُن سے وعدہ کیا تھا، commit کیا تھا، ایوان میں decide ہوا تھا۔ چھ سات تقریریں ہیں ان کو لے لیتے ہیں اس کے بعد ہم Business کی طرف آتے ہیں۔ جی، سینیٹر شاہ زیب درانی صاحب۔

Further discussion on the Motion regarding the Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025

Senator Shahzaib Durrani

سینیٹر شاہ زیب درانی: شکریہ، جناب چیئرمین! اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ کل طے پایا تھا کہ ہم سب ایوان کے دونوں طرف ایک دوسرے کی تقاریر سنیں گے اور ایک مہذب قوم بننے کی کوشش بھی کریں گے اور اس کا عملی مظاہرہ بھی کریں گے۔

جناب چیئرمین! اس چیز کو continue کرتے ہوئے میں کہوں گا کہ کل یہاں پر بڑی باتیں ہوئیں کہ آئین پامال ہو گیا، پارہ پارہ کر دیا، کسی نے 9/11 کی بات کی لیکن کوئی یہ نہیں بتا رہا اور آیا کہ انہوں نے شاید وہ ترامیم پڑھی نہیں ہیں یا دیکھا نہیں ہے کہ اس میں مسئلہ کیا ہے، کوئی اس پر بات کیوں نہیں کرتا ہے۔ انہوں نے صرف Constitutional Court کی تھوڑی سی بات کی ہے، باقی تو ان کی ساری کہانی قید سے شروع ہو کر رہائی پر ختم ہو رہی تھی۔ کتنا اچھا ہوتا کہ یہ بات کرتے اور کہتے کہ آپ ان آئینی ترامیم میں مزید ترامیم لائیں، کوئی بات کرتے، اس پر discussion کرتے، کوئی constructive discussion ہوتی، کمیٹیوں میں جاتے، اپنی ترامیم لاتے، کسی نے بھی اس پر بات نہیں کی اور صرف کہا کہ پامال کر دیا۔ ان سے کوئی یہ تو پوچھے کہ اس میں مسئلہ کیا ہے، کوئی discussion کریں اور بتائیں تو سہی۔

سینیٹر حامد خان صاحب، آپ کے اپنے ہی چیئرمین اس کے signatory تھے۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین! میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر دونوں اطراف ہم تھوڑا سا صبر کا مادہ پیدا کریں، ایک دوسرے کی باتیں سنیں، ہم نے آپ کی میٹھی کھٹی باتیں سنیں، آپ ہماری بھی سن لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: درانی صاحب، براہ مہربانی آپ اپنی تقریر کریں اور Chair سے مخاطب ہوں۔

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین! please restore order in the House. یہاں پر کہتے ہیں کہ Constitutional Court کیوں بنی چاہیے۔ جناب چیئرمین! آج کے دن بھی سپریم کورٹ میں پچاس ہزار مقدمات زیر التواء ہیں۔ سال 2022 سے

,2023 پھر 2023 سے 2024 اور پھر 2024 سے 2025، ہر سال دس ہزار نئے مقدمات register ہو رہے ہیں اور دس ہزار مقدمات ہی disposed of ہو رہے ہیں تو جو پچاس ہزار مقدمات زیر التواء ہیں وہ کیسے dispose of ہوں گے، کیا پانچ سالوں کے لیے لوگ انتظار کریں گے اور پانچ سال کی مدت لگے گی ان مقدمات کو disposed of کرنے کے لیے۔ اس پر کوئی discussion نہیں کر رہا۔ ہم صرف قید اور رہائی کی باتیں کر رہے ہیں۔

دوسری بہت اہم بات یہ ہے کہ ہم ہمیشہ first world countries کی مثال دیتے ہیں، یہاں پر ہم ان کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارا جو sound system لگا ہے یہ بھی جرمنی کا ہے، جرمنی میں بھی تو Constitutional Courts ہیں، وہاں پر بھی تو Constitutional Courts ہیں، ان پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ اٹلی میں بھی Constitutional Courts ہیں، وہاں پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ سپین میں بھی Constitutional Courts ہیں جن کی ہم مثالیں دے رہے ہوتے ، وہاں پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ ان کے اپنے چیئرمین charter of democracy کے signatory تھے۔ آج یہ کہتے ہیں کہ انہیں Constitutional Court پر مسئلہ ہے، کس چیز کا مسئلہ ہے، وہ مسئلہ تو بیان کریں، آپ مسئلہ بیان نہیں کر رہے اور کہتے ہیں کہ پامالی ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر کچھ باتیں ہوئیں جمہوریت کے حوالے سے ہوئیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا symbol چھین لیا گیا۔ ان سے یہ پوچھیں کہ جب ان کا symbol چھینا گیا وہ کس قانون کے تحت چھینا گیا اور وہ قانون کس نے بنایا تھا۔ فلک ناز صاحبہ آپ کے چیئرمین نے وہ قانون بنایا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ براہ مہربانی cross questions نہ کریں، انہیں سن لیں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ ان کی باتوں کا جواب دے دینا۔

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین! 2022 میں انہوں نے جمہوریت کا جنازہ نکال دیا تھا جب انہوں نے اس قانون میں ترمیم کی تھی۔ خود ہی ترمیم کی، خود ہی گڑھا کھودا اور خود ہی اس گڑھے میں یہ گر گئے۔ انہیں کس نے intra party elections کرنے سے کس نے روکا تھا۔ کس نے کہا تھا کہ intra party elections دستور کے مطابق نہ کریں۔ ضرور کرتے۔ یہاں

پر جماعت اسلامی کے پارلیمانی لیڈر بھی بیٹھے ہیں، ان پر کیوں پابندی نہیں لگی۔ ان کے چیئرمین اور صدر کو کیوں نہیں ہٹایا گیا۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہ زیب درانی: یہاں پر کسی کا ذاتی معاملہ نہیں ہے پی پی۔ یہ جمہوریت کا معاملہ ہے۔ چیئرمین صاحب، یہ کل ruling بھی آئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں جب آپ کی باری آئے گی تو آپ جواب دے دیں۔ آپ اس ایوان کا decorum خراب نہ کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین! please restore order in the House. جناب یہاں پر BNP (Mengal) کی ایک نمائندہ بیٹھی ہوئی ہیں، ان کے President کو تو کسی نے نااہل نہیں کیا۔ یہ اس وقت intra party elections کروا لیتے، کیوں نہیں کروا رہے تھے اور صحیح طرح سے کر لیتے۔ اب یہاں پر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ ہمارا symbol چھین لیا گیا تھا۔ اچھا ہم symbol پر بھی آ جاتے ہیں۔ ان کے 41 نے اپنے کاغذات نامزدگی میں independent لکھا تھا، اس وقت انہوں نے PTI کیوں نہیں لکھا۔ یہ PTI لکھ لیتے۔ اس کے بعد here comes the best part جب یہ الیکشن ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد انہیں کس نے کہا تھا کہ SIC join کریں۔ PTI کیا اس وقت ختم ہو چکی تھی۔

(مداخلت)

Senator Shahzaib Durrani: Please, restore order in the House.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ انہیں بولنے دیں، پھر آپ کی باری آئے گی تو آپ جواب دے دینا۔

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ پڑھی لکھی جماعت ہونے کا صرف دعویٰ کرتے ہیں، ان میں صبر کا مادہ نہیں ہے، اگر یہ پڑھی لکھی جماعت ہیں تو براہ مہربانی خاموشی سے اور عزت سے میری باتیں سنیں۔ جناب 41 بندے وہاں پر اپنے آپ کو independent لکھتے ہیں، اس کے بعد ان کے اپنے چیئرمین، بیرسٹر گوہر صاحب press conference میں کہتے

ہیں کہ یہ ہماری strategic move تھی کہ ہم نے SIC join کی۔ آپ نے کیوں SIC join کی؟ آپ نے اپنی شناخت کھو دی، اب کیا PTI غائب ہو گئی۔ PTI کا symbol گیا تھا، PTI تو ختم نہیں ہوئی تھی، آپ PTI میں شامل ہو جاتے۔ انہوں نے اپنی ہی غلطیوں کا ملبہ دوسروں پر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اگر یہ کہتے ہیں کہ ان کا تو صرف symbol ہی چھینا گیا تھا، ہماری تو 2018 کے سینیٹ الیکشن میں شناخت چھینی گئی تھی، آپ خود اس کے گواہ ہیں۔ آپ خود 2018 میں جب آئے تھے، جب میاں نواز شریف کو deposed کر دیا گیا تو نے کہا کہ آپ PML(N) کے رکن ہی نہیں ہو سکتے ہیں، آپ وہاں پر لکھ ہی نہیں سکتے ہیں۔ ہم تو کسی کے پاس شکایت لے کر نہیں گئے۔ ہم تو کبھی نہیں روئے۔ ہم نے الیکشن کمیشن کو جا کر یہ تو نہیں کہا کہ آپ نے ہماری شناخت ہم سے چھین لی ہے۔ ہم الیکشن لڑے، کامیاب ہوئے، ہم اس ایوان کے رکن بن گئے۔ یہ صرف اپنی ظلم اور زیادتی کی داستان بیان کر رہے ہیں، ان کے پاس content کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر جمہوریت کی بات ہوئی۔ ایک رکن نے یہاں بات کہ جمہوریت اپنی آخری سانسیں لے رہی ہے۔ خان صاحب نہیں ہوں گے تو جمہوریت لڑھکتے پھڑکتے ہوئے مر جائے گی۔ یہاں پر ہمارے Information Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے بہت سے senior Members جن میں پرویز رشید بیٹھے ہوئے ہیں یہ تائید کریں گے کہ 2002 میں جب مشرف صاحب کا ریفرنڈم ہوا تھا، مشرف صاحب جو کہ ایک dictator تھے ان کو کس نے ووٹ دیا تھا؟ عمران خان صاحب ان کے polling agent تھے، انہوں نے ایک dictator کو ووٹ دیا تھا۔ مشرف صاحب کا انٹرویو آج بھی موجود ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ عمران خان میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ مجھے 100 Members دے دیں میں Prime Minister بنوں گا، وہ ایک dictator کے سامنے، dictatorship حکومت میں ان کے Prime Minister بننے کو تیار تھے، آج یہ ہمیں democracy سکھائیں گے، آج یہ یہاں پر جمہوریت کے دعویدار بنے ہوئے ہیں، یہ جمہوریت کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ 2018 میں کیا ہوا تھا، RTS کس نے بٹھایا تھا۔ کل یہاں پر کسی نے بات کی کہ ضیاء الحق صاحب کس کے باپ تھے۔

کس نے اپنے جلسے میں کہا تھا کہ آرمی چیف قوم کا باپ ہے۔ خدا کے لیے آپ ہمیں جمہوریت نہ سکھائیں۔آپ ہمیں نہ بتائیں۔

جناب چیئرمین! آپ خود گواہ ہیں کہ 52 منٹوں میں اسی ایوان سے 52 Bills pass ہوئے تھے، اس وقت جمہوریت کہاں گئی تھی؟ اپنے ساڑھے تین سالہ دور حکومت میں پچاس ordinances انہوں نے دیئے ہیں، یہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ اس ایوان کی پامالی ہو رہی ہے، انہوں نے President House کو ordinance factory بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے پچاس سے زیادہ ordinances pass کیے۔ ایک سال میں صرف گیارہ ordinances تھے۔

جناب چیئرمین! پھر یہاں پر سیاسی اسیران کی بات ہوئی۔ یہ کہتے تھے کہ ہم سیاسی اسیر ہیں، ہمیں قید و بند کی سزائیں دی گئی ہیں۔ مجرم سیاسی اسیر نہیں ہوتا جناب چیئرمین۔ Money laundering کرنے والا سیاسی اسیر نہیں ہوتا۔ ملک کے خلاف بغاوت کرنے والے سیاسی اسیر نہیں ہوتے۔Information Minister صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں،ان سے پوچھیں کہ خواجہ آصف صاحب کو کس مقدمے میں اندر کیا تھا، آج تک کوئی proof کر سکے۔ ہم پیشیوں پر جاتے رہے۔ خواجہ سعد رفیق انہیں کس لیے اندر کیا گیا تھا، کیوں ان پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے تھے۔ رانا ثناءاللہ کے لیے standing orders دیے گئے تھے اور Minister for Information اس چیز کی تائید بھی کریں گے کہ ان کے cell میں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب دیکھیں، یہ پھر شروع ہو گئے ہیں، جناب چیئرمین، یہ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ Chair کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی تقریر کریں۔

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین! رانا ثناءاللہ کے لیے standing order تھا کہ ان کے cell میں فرش پر چینی گرائی جائے تاکہ وہاں پر کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں آئیں تاکہ یہ انہیں اذیت دے سکیں۔ یہ کیسا سیاسی اسیر ہے جسے آٹھ کمرے دیئے گئے ہیں، یہ کیسا سیاسی اسیر ہے، مجھے تو نہیں پتا۔ تارڑ صاحب، مجھے بتائیں کہ یہ کیسا سیاسی اسیر ہے جس کو آٹھ کمرے دیئے جاتے ہیں،

جس کو آٹھ مشقتی دیئے جاتے ہیں۔ کس اسیر کو صبح صبح ناشتے میں دیسی مرغی اور شہد دیا جاتا ہے۔ اسے gym بھی دیا جاتا ہے اور لائبریری بھی دی جاتی ہے۔ کس اسیر کو دیے گئے ہیں۔ مجھے بتائیں۔ مسرور صاحب بھی قید و بند میں رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب بھی قید و بند میں رہے ہیں۔ کس کو یہ سہولتیں آج تک دی گئی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محسن عزیز صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی وہ تقریر کر رہے ہیں اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔ فوزیہ ارشد صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ بات کرلیں۔ جی، آغا صاحب۔

Senator Shahzaib Durrani: Mr. Chairman, please restore order in the House.

جناب چیئرمین! یہاں پر ایک شخص نے کہا کہ اگر عمران خان صاحب کو رہا نہیں کیا گیا تو یہ ملک برباد ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ KP اور بلوچستان میں حالات بڑے خراب ہیں۔ بالکل وہاں پر خراب ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کس کی وجہ سے خراب ہیں؟ 2018 تک خیبر سے لے کر۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہزیب درانی: جناب چیئرمین! پھر ان کو بولنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا صاحب! آپ بولیں۔

سینیٹر شاہزیب درانی: جناب چیئرمین! 2018 تک خیبر سے لے کر کراچی تک امن ہو گیا تھا۔ پھر ایسا کیا ہوا؟ کہاں پر Tea fantastic تھا؟ کس نے چار ہزار طالبان اپنے جیل سے نکالے۔ کہاں سے یہ دہشت گردی واپس آئی۔ آج ہماری افواج جو جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ ہر دن ہمارے وہ بھائی شہید ہو رہے ہیں۔ آج کیوں یہ بات نہیں کرتے۔ ان کے اپنے ایک ممبر نے تقریر میں بات کی ہے کہ افغانستان زیادہ خان صاحب کو پسند کرتے ہیں۔ اس لیے ایک مرتبہ آپ خان صاحب کو باہر لے آئیں۔ جب خان صاحب آئیں گے تو وہ ان کے ساتھ مذاکرات کرلیں گے تو وہ معاملات طے پا جائیں گے۔ اس لیے تو ہم نے پھر ان کا نام طالبان خان رکھا تھا کیونکہ وہ طالبان کے support میں ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ طالبان کو support کیا ہے۔ انہوں نے ان کے چار ہزار بندے release کیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا صاحب! آپ اس Bill کی طرف بھی آجائیں۔

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین! بات سیدھی سی ہے۔ اس Bill میں کوئی پانچ چھ major amendments ہیں۔ انہوں نے صرف ایک پر بات کی ہے۔ جس پر مجھے بڑی خوشی ہے۔ اس کا مطلب ہے باقی چار یا پانچ تو انہوں نے من و عن تسلیم کر لیے ہیں۔ رہ گئی صرف ایک کی بات جس میں Constitutional Court کی بات کر رہے تھے۔ اس میں بھی تو ان کے اپنے ہی تاحیات چیئرمین signatory ہیں۔ اگر وہ اس کے signatory بھی ہیں اور باقیوں پر اس کو کوئی مسئلہ بھی نہیں ہے تو یہ صرف تنقید برائے تنقید کر رہے ہیں جیسا کہ کل "Iqbal Day" تھا۔ Iqbal Day پر ہم یہاں پر ایک resolution جمع کر رہے تھے۔ ایک unanimous Resolution اس ہاؤس کی طرف سے جانا چاہیے تھا۔ تو Resolution pass کرتے وقت ان کے اپنے پارلیمانی لیڈر نے بھی اس پر دستخط کیے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ انہوں نے تنقید کرنی تھی تو ان میں سے ایک ممبر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ نہیں، میری amendment ہے وہ بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ تو ہر چیز پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ آپ نے constructive and positive نظر سے بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کو اس Bill پر کہیں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کو کسی مسئلے پر issue نہیں ہے۔ جس پر آپ کو issue ہے اس کے آپ خود signatory ہیں۔ اس قوم کو خدا کے لیے بے وقوف نہ بنائیں۔ خدارا! اس قوم کو گمراہ نہ کریں۔ اس قوم کے نوجوانوں کو آپ گمراہ نہ کریں۔ میری ان سے یہ استدعا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب۔ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

Senator Zamir Hussain Ghumro

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرے خیال میں اس Bill پر کم ہی بات ہوئی ہے۔ اس طرف سے allegations آئے ہیں کہ آئین اور پارلیمنٹ کو تباہ کیا گیا اور یہ 9/11 ہے لیکن ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس میں تین major amendments ہیں اور میں اس کی تاریخ میں جاؤں گا کہ اٹھارھویں ترمیم جو کہ پاکستان کی تاریخ کا ایک بڑا amendment ہے۔ اس میں ایک چیز جو charter of democracy میں sign

کی گئی تھی Federal Constitutional Court جو چاروں صوبوں کی برابری کی نمائندگی پر مشتمل ہوگی وہ 18th Amendment provision میں نہیں آ سکا تھا۔ اس کی وجہ سے جمہوریت نہیں چل پائی۔ دو Prime Ministers کو عدالتوں نے remove کر دیا۔ اس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ فیڈریشن اور جمہوریت کے لیے یہ لازمی ہے کہ جو charter of democracy میں ہم نے Federal Constitutional Court کا provision رکھا تھا کہ اس کو بنایا جائے لیکن 26th Amendment میں ہم یہی چاہ رہے تھے اور یہی provision تھا لیکن اپوزیشن نے کہا کہ نہیں آپ Constitutional Bench بنا دیں۔ Federal Constitutional Court نہ بنائیں۔ تو اس Constitutional Bench کو challenge کیا گیا کیونکہ Judicial Commission of Pakistan Judges nominate کرتا ہے کہ وہ independence of Judiciary کے خلاف ہے۔ تو جب ہم ابھی Federal Constitutional Court قائم کر رہے ہیں جس میں Judicial Commission of Pakistan Judges nominate نہیں کرے گی تو independence of Judiciary کے حق میں ہوگا یا Present setup independent Judiciary کے حق میں ہوگا۔ جناب چیئرمین! 1973 سے 2024 تک پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ ہے۔ سپریم کوٹ کی جو original jurisdiction تھی وہ یہ

> "The Court has exclusive original jurisdiction to hear and decide in any dispute that arises between the Federal Government and a provincial Government, or between any two or more provincial governments".

یہ ان کا اصلی کام تھا۔ پچاس سال سے کوئی صوبہ ان کے پاس کوئی ایک کیس بھی لے کر نہیں آیا۔ بلوچستان میں insurgency چل رہی ہے۔ سندھ میں resentment ہے اور KP میں disaffection ہے لیکن کوئی صوبہ پچاس سال سے سپریم کورٹ میں اپنا dispute لے کر نہیں آیا۔ سپریم کورٹ نے اپنی original jurisdiction کو کبھی exercise ہی نہیں

کیا۔ جناب چیئرمین! تو سیاسی پارٹیاں بیٹھ گئی کہ سپریم کورٹ تو اپنا original کام نہیں کر رہی ہے جو enforcement of fundamental rights High Court کاکام ہے وہ انہوں نے takeover کیا ہے۔ اس میں وہ سیاسی حکومتوں کو remove کر رہی ہے اور political domain میں آ گئی ہے۔ Executive میں وہ interference کر رہی ہے۔ پارلیمنٹ کے کام میں interference کر رہی ہے۔ اس وجہ سے اس Constitution کو چلانے کے لیے، 18th Amendment کو چلانے کے لیے اور صوبوں اور وفاقی حکومت کے درمیان جو disputes ہیں ان کو حل کرنے کے لیے اور فیڈریشن کو چلانے کے لیے یہ جو Federal Constitutional Court based on the equality of provinces. یہ پاکستان کے آئین کے لیے اور پاکستان کے فیڈریشن کے لیے fundamental provision ہے جو کہ نہ صرف independence of Judiciary بلکہ فیڈریشن کو بھی مضبوط کرے گا اور پاکستان کو بھی مضبوط کرے گا۔

جناب چیئرمین! آئینی ترمیم میں دوسرا بڑا نکتہ transfer of Judges کا ہے۔ اس سلسلے میں تنقید یہ ہو رہی تھی کہ independence of Judiciary کو ختم کیا جا رہا ہے۔ Transfer of Judges کا provision پہلے ہی آئین کے Article 200 میں موجود ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ آپ اس جج کے consent کے بغیر transfer نہیں کر سکتے۔ دوسرے ملکوں میں یہ ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے پڑوسی ملک میں بھی یہ ہے کہ last week کو انہوں نے 15 ججوں کو ایک ہائی کورٹ سے دوسرے ہائی کورٹ میں transfer کیے ہیں۔ تو اس میں فیڈریشن اور صوبوں کو یہ تھا کہ اس کو کیسے deal کیا جائے لیکن اس ترمیم میں جج کو transfer کرنے کے لیے اس کی consent تو نہیں ہو گی لیکن اس ہائی کورٹ کا جج اور جس ہائی کورٹ میں وہ جائے گا وہ دونوں Judicial Commission of Pakistan میں بیٹھیں گے اور reasons کے ساتھ وہ کہیں گے کہ اس جج کو دوسرے ہائی کورٹ میں کیوں transfer کیا جا رہا ہے۔ یہ punitive action نہیں ہوگا۔ یہ حالات کے مطابق ہوگا کہ اگر کسی جج کا اس صوبے میں conflict of interests ہے اور وہ اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا نہیں کر رہا ہے تو Judicial Commission of Pakistan جو highest forum

ہے۔ جس میں Judges بھی ہیں اور Parliamentarians بھی ہیں۔ وہ decide کریں گے اور دونوں ہائی کورٹس کے چیف جسٹس بیٹھیں گے کہ اس کو transfer کیا جائے یا نہ کیا جائے اور ان سے reasons بھی پوچھیں گے۔ دوسری jurisdiction میں تو یہ بھی نہیں ہے کہ جج کو اس طرح transfer کیا جاتا ہے۔ کیا یہ provision independence of Judiciary کے خلاف ہے۔ جناب چیئرمین! کہیں بھی دنیا میں Judges اپنے آپ کو appoint and remove نہیں کرتے۔ پاکستان میں removal کا power تھا وہ 1956 کے Constitution میں پارلیمنٹ کے پاس تھا۔ 1962 کے آئین میں Supreme Judicial Commission بنائی گئی۔ اس کو 1973 کے Constitution میں continue کیا گیا۔ یہ پارلیمنٹ سے removal of Judges کا power پوری دنیا میں، انڈیا میں، برطانیہ میں، امریکہ میں، South Africa میں، اسٹریلیا اور کینیڈا میں Judges کی removal کا اختیار ہے وہ پارلیمنٹ کے پاس ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں نہیں ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ even appointment کا اختیار بھی ان کو دے دو۔ اس میں بھی چار Parliamentarians جو دو اپوزیشن کے ہیں اور دو Treasury Bench کے ہیں۔ وہ بھی نہ بیٹھیں۔ تو بھائی اگر judiciary نے اپنے آپ کو appoint کرنا ہے، اپنے آپ کو remove کرنا ہے تو .this is a parallel Government کیا یہ کوئی State برداشت کرے گی۔ This is not independence of Judiciary. تو میرے خیال میں یہ provision بھی Constitution کے خلاف نہیں ہے۔ Independence of Judiciary کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس کے حق میں ہے۔

تیسرا جو main provision ہے، ہمارا انڈیا سے جو recently تصادم ہوا، جنگ ہوئی، اس میں پاکستان کو کامیابی ملی اور world over پاکستان کے image میں نہ صرف اضافہ ہوا بلکہ ملک کے عوام نے جشن منایا۔ اس کے ہیروز کو decorate کیا گیا۔ جنگ میں ملکی ہیروز کو decorate کیا جاتا ہے۔ ان کو titles دیے گئے۔ آرمڈ فورسز کے تینوں سروسز چیفس کو، ایک کو فیلڈ مارشل، دوسرے کو مارشل آف دی ایئر فورس جبکہ تیسرے کو ایڈمرل آف دی فلیٹ declare کیا جاسکتا ہے۔ چیف آف آرمی اسٹاف کو فیلڈ مارشل بنایا گیا جنہوں نے پاکستان کے

خلاف مسلط کی گئی جنگ جیتی ۔ اس کے ساتھ ان کو immunity دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ کمانڈر آف آرمڈ فورسز، صدرِ پاکستان کو immunity دی گئی۔ ان کو پہلے بھی immunity حاصل تھی لیکن اس کا tenure بڑھایا گیا۔ اس میں کیا قباحت ہے؟ کیا آپ اپنے ہیروز کو سڑکوں پر اور عدالتوں میں گھسیٹو گے؟ انہیں immunity دینے میں کون سی قباحت ہے؟ کیا یہ provision جمہوریت کے خلاف ہے؟ چیف آف آرمی اسٹاف اور ڈیفنس چیف کا عہدہ علیحدہ ہے۔ This is a separate arrangement. This is a separate office. یہ کہتے ہیں کہ یہ ترمیم ہے، یہ ترمیم کے تین parts ہیں، یہ کہتے ہیں کہ یہ ترمیم آئین کے خلاف ہے۔ انہوں نے چارٹر آف ڈیموکریسی پر sign کیے، ARD میں اچکزئی صاحب نے بھی sign کیے تھے، اس وقت وہ ARD میں شامل تھے۔ ان سب نے sign کیے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ ترمیم جمہوریت اور آئین کے خلاف ہے۔ یہ national heroes کو decorate کرنا، انڈیا کے خلاف 9/11 ہے، پاکستان کے خلاف نہیں ہے۔ آئین کو انہوں نے violate کیا تھا۔ ہم ان کے وزیر اعظم کے خلاف no confidence لائے تھے۔ انہوں نے قومی اسمبلی کو dissolve کر دیا۔ انہوں نے آئین کو violate کیا تھا۔ انہوں نے judiciary کو مسلط کیا اور elected پرائم منسٹر کو remove کروایا تھا۔

جناب! 2012 میں ہمارا پرائم منسٹر elected تھا۔ جس نے انہیں remove کروایا، ہم نے اس کو condemn کیا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنا principle نہیں چھوڑا۔ جب مسلم لیگ (ن) کے پرائم منسٹر میاں نواز شریف صاحب کو remove کیا گیا تو ہم ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے کیونکہ آئین میں عدالت کے پاس ایسی کوئی power نہیں ہے کہ وہ پرائم منسٹر کو ہٹا سکے۔ پرائم منسٹر کو صرف اور صرف عدم اعتماد کے ذریعے ہٹایا جا سکتا ہے، even پارلیمان کے رکن کو آئین کے آرٹیکل (2)63 کے تحت، اسپیکر یا چیئرمین کے ریفرنس پر ہٹایا جا سکتا ہے۔ عدالت نہیں ہٹا سکتی۔ اسپیکر یا چیئرمین، الیکشن کمیشن کو ریفرنس بھیجے گا۔ الیکشن کمیشن 90 دنوں میں decide کرے گا۔ اس کے خلاف کسی عدالت کو right of appeal بھی نہیں ہے۔ لہٰذا، پارلیمنٹ نے اپنے ممبرز کو remove کرنے کا اختیار اپنے پاس رکھا ہے۔ اس وقت وزیر اعظم کو عدلیہ کیسے ہٹا رہی تھی؟ اس میں collusive proceedings میں ایک بندہ application لے کر آتا

ہے جبکہ سپریم کورٹ کے پاس jurisdiction بھی نہیں تھی۔ سپریم کورٹ کی original jurisdiction دو یا دو سے زیادہ صوبوں کی حکومتوں میں dispute adjudicate کرنا ہوتا ہے۔ Fundamental rights کا تحفظ تو ہائی کورٹس کی jurisdiction ہے۔ وہ انہوں نے 184(3) میں take over کر لی۔ پہلے آرٹیکل 184(3) نہیں تھی اور اس کو exercise کرنا ہائی کورٹ کی jurisdiction کے تابع ہے۔

میرے خیال میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اس ملک کو آئین دیا اور یہ وفاق پاکستان آئین کے تحت بنا ہوا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ملک کو 18ویں ترمیم دی اور پاکستان پیپلز پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ 27ویں ترمیم، جمہوریت، آئین اور 18ویں ترمیم کو آگے بڑھانے کے لیے سنگِ میل ثابت ہو گی۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔

Senator Fawzia Arshad

سینیٹر فوزیہ ارشد: السلام علیکم اور بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس ہال میں ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نہیں ہیں۔ This is denying the legislative rights of the opposition party i.e. PTI. پاکستان تحریک انصاف largest party ہے اور اسے اس کا حق نہیں مل رہا۔ ہمیں پتا ہے کہ اس کی صوابدید ہمارے چیئرمین، سید یوسف رضا گیلانی صاحب کے پاس ہے، ان کی مرضی سے جب بھی وہ چاہیں، یہ ہو سکتا ہے اگر ان پر کسی اور چیز کا، کسی اور طرح کا یا کسی اور کی طرف سے کوئی pressure نہ ہو۔

ہمیں strong economy چاہیے، ہمیں strong judiciary چاہیے اور ہمیں armed forces بھی strong چاہییں۔ جب ہم 27ویں ترمیم کو دیکھتے ہیں، اس میں جو loopholes ہیں، وہ میں اسلامی روح کے تحت پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ آئین کا Preamble دیکھیں تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے:

> "Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone and the authority to be exercised by the

people of Pakistan within the limits prescribed by Allah is a sacred trust."

جب ہم اس 27ویں ترمیم پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہم اگر قرآن و سنت کی روح سے دیکھیں تو اس میں ہمیں بہت سارے risks اور loopholes نظر آتے ہیں۔ ہم سب نے بات کر لی ہے، دو تین دنوں سے اس پر debate ہو رہی ہے۔ سب نے تذکرہ کیا ہمارے آئین پر 1947 سے 1973 تک کتنا عرصہ لگا۔ پھر 18ویں ترمیم پر بھی کتنا عرصہ لگا مگر یہ جو 26ویں اور 27ویں ترمیم ہے، یہ بہت جلد منظور کروائی جا رہی ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی گاڑی ہے جو miss ہو جائے گی۔ اس کی رفتار بہت زیادہ تیز کر دی گئی ہے۔ بطور باعزت اور honourable اراکین پارلیمان جو ہم سب یہاں بیٹھے ہیں، اس میں کسی سے کوئی مشاورت نہیں ہوئی۔ ہاں، اب مشاورت ہو رہی ہے جب آپ نے اس کا مسودہ تحریر کر لیا ہے۔ ہم اراکینِ پارلیمان کو ہمارا right نہیں دیا جا رہا in the sense کہ ہم اس ہال میں اس پر کھل کر debate کریں اور پھر اس کے بعد یہ ہماری تمام تجاویز یا ہمارے جتنے بھی تحفظات ہیں، ان کو بعد میں لے کر جانا چاہیے تھا، یہ جو مشترکہ کمیٹی بنی ہے آئینی ترمیم کو دیکھنے کے لیے۔ ہم سب تو اس کمیٹی میں نہیں جا سکتے مگر جو لیڈرز ہیں، normally وہی جاتے ہیں تو وہ ہمیں تو represent نہیں کر رہے۔ ہمارا جو بھی direct تبصرہ ہے، اس کو record ہونا چاہیے۔

میں زیادہ لمبی بات کرنا چاہتی ہوں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اسے کرنے سے کوئی فائدہ تو ہے نہیں کیونکہ ہمارا جو طرز پارلیمان چل رہا ہے، وہ ایک bogus majority پر مشتمل ہے۔ ان کا mandate بھی جھوٹا ہے اور حکومت تو فارم 47 کی حقیقتاً جعلی ہے۔ سب سے زیادہ جو میں یہاں پر request کرتی ہوں کہ یہ جو 27ویں ترمیم ہے، یہ صرف اور صرف personalized ہے۔ اس میں اداروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ ان کے rights چھینے جا رہے ہیں۔ Kindly, just bear with me. میں نے جو analysis قرآن اور سنت کے تحت کیا ہے، وہ میں چاہتی ہوں کہ آپ سے share کروں۔

First of all, I would draw your attention to the Provincial revenue and federalism, Article 160, NFC Award. In that, the amendment weakens or removes the

constitutional guarantee for provincial shares of federal revenue. The Quran emphasizes justice and distribution of wealth and fairness to all communities. Leaders are trustees and must not hold or favour one region over another.

A ruler who manipulate resources unjustly commits a breach of trust جو اللہ کی طرف سے ان کے پاس امانت ہے If I go to the second point, that is judicial restructure and transfer of judges, articles 191A and 200.The amendment says it establishes a new constitutional court and allows transfer of judges without consent.Please mark this without consent. Justice is sacred, and no one, including rulers or officials, is above the law.In Surah An-Nisa, Ayat No. 135:O you who have believed, stand firmly for justice, even if it is against yourself or your parents and relatives."Rasulullah (S.A.W.) said that even his daughter, Bibi Fatima (R.A), has to face legal consequences she will be presented in the court. Then the third point is centralization of key subjects, education...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ اگر آپ reading کے بغیر بتادیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: نہیں یہ laws ہیں جو میں پڑھ رہی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں کریں، چلیں کر لیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اتنی چھوٹی چھوٹی بات پر بھی آپ کی نکتہ چینی لازمی ہو جاتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فوزیہ ارشد صاحبہ، آپ کر لیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اگر میں قرآن اور سنت کو پڑھنا چاہ رہی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فوزیہ ارشد صاحبہ، آپ کر لیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اگر بغیر پڑھے قرآن و سنت کو پڑھوں گی میں تو الفاظ اِدھر ادھر کر دوں گی۔اس amendment میں اٹھارھویں ترمیم کو reverse کیا جارہا ہے۔

Governors must consider local needs and welfare. Quran emphasizes consultation that is Shura and participation in governance

سورہ عشرہ: آیت نمبر 38 ہے۔

“And those who have responded to their master and established prayer and who conduct their affairs by consultation among themselves”

Provinces جو ہیں وہ اپنا control lose کرتے ہیں، اور جس میں obviously جو local population ہے

it's going to be ignored if it is going to go back to the federal. Then military and security command, Article 243 confers broad federal control over the armed forces. Authority must not be concentrated without accountability, otherwise it's unjust.

Surah al-Araf 7:56 say: “do not let corruption spread in the land after it has been set right.”

پھر ہمارا ECP ، judge’s اور minister’s کے اوپر جو ہے

its grants executive more discussions in appointments. Appointments must be based on merit, justice, and public Welfare not favoritism. Leaders and officials they are appointing for loyalty rather than justice. Justice violated by public executive control could lead politically biased appointments, undermining fairness

آپ اپنی favorite کو بھیج دیں چاہے وہ کتنا ہی ناکارہ ہو، merit پر نہ ہو۔ یہ ساری چیزیں ہیں۔

And in the end I am just going to summarize this and say this, no one is above the law, rulers, Judges and Officials. Justice and equity are mandatory in governance and resources distribution consultation that is Shura is

essential, for legitimacy and fairness, public accountability is a religious duty, abuse of power is sinful.

یہ ساری چیزیں میں نے قرآن کی روشنی میں تھوڑی سی کوشش کی ہے کہ میں اس کو elaborate کروں۔ حالانکہ مجھے یہ اچھی طرح پتا ہے کہ جو draft بنا تھا وہ پاس آپ لوگوں نے جس طرح سے بھی کر دیا، چاہے ہاتھ مروڑ کے کیا ہے، چاہے کسی انداز سے کیا ہے، کر لیا ہے۔ مگر یہ ساری چیزیں اگر پہلے سے آپ لوگ کرتے تو اس میں بہت بہتری آ سکتی تھی dialogue سے، we get ideas and then we can compile it سے discussion and get a consolidated version of this amendment ایک روح اچھی ہوتی اس amendment کی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ جو کربلا کا واقعہ ہے۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام حسین غلط تھے؟ نہیں نا؟ تو جب ہمیں پتا ہے کہ کوئی چیز غلط ہے، ہم اس کا حصہ کیوں بنیں؟ عمران خان زندہ باد! پاکستان ہمیشہ پائندہ باد!

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب سینیٹر پونجو صاحب۔

Senator Poonjo Bheel

سینیٹر پونجو بھیل: جناب چیئرمین صاحب! آپ کی بڑی مہربانی آپ نے مجھے اس اہم issue پہ بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں جناب! اس ترمیم کے حوالے سے بات کرنے سے پہلے کیونکہ یہاں politically پس منظر میں کچھ چیزیں ہمارے دوستوں نے ذکر کی ہیں تو میں اس کو لازم سمجھتا ہوں کہ اس floor پر میں اسے discuss کروں۔ جنابِ چیئرمین صاحب! یہاں بہت سارے عرصے میں بہت حکمران آئے، وہ amendments بھی لے کر آئے۔ ہمارے پاس آٹھویں ترمیم بھی آئی، پندرھویں ترمیم بھی آئی، اور اس کے بعد پاکستان میں ایک بڑی ترمیم جس کے لیے پاکستان کے اصل آئین جو شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے دیا تھا۔ اس کی اصل شکل اٹھارویں ترمیم میں بحال ہوئی۔ اور ہم، میرا جو تعلق ہے جس party سے، اس party کے بڑوں نے پاکستان کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب جو اس پاکستان کے آئین کے خالق تھے، انہوں نے پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے جو انہوں نے جدوجہد کی اور جو قربانی دی، وہ پاکستان میں کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے جس زمانے میں پاکستان کے معاشی حالات صحیح نہیں تھے اور لوگ پاکستان کے تازہ بننے کے بعد یہ سوچ رہے تھے

کہ کہیں یہ کمزور بھی بن سکتا ہے،اس کو مضبوط کرنے کے لیے شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پاکستان کو nuclear power بنایا،اور پاکستان کی معیشت کو improve کیا۔اور آپ کے پاس یہ Steel Mills, Faisalabad University، تمام اعلیٰ ادارے شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بنائے۔جناب !اس کے ساتھ میں یہ اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ کافی political parties کے دوستوں نے تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں، ہمارے رہنما جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو جس نے اتنی بڑی قربانیاں دی ہو اور وہ پاکستان کا elected prime minister تھا۔وہ ساڑھے چھ فٹ کے ایک کمرے میں بند تھا۔اور کیا demand تھی اس کی ننھی بچی جو اس زمانے میں minor تھی وہ اپنے باپ سے ملاقات کے لیے جیل جاتی تھی لیکن ملاقات کرنے نہیں دی جاتی تھی۔Compromise کرنے کے لیے بہت سارے تسلسل کیے گئے، ذوالفقار علی بھٹو کو خاموش کرنے کے لیے بہت ساری لالچیں دی گئیں۔لیکن اس مردِ مجاہد نے پاکستان کا جھنڈا بلند رکھنے کے لئے کوئی compromise نہیں کیا۔قربانیاں تو ہماری ہیں ابھی اس طرف سے وہ دوست چلے گئے، مولوی صاحبان جا رہے ہیں، جنہیں مجھے جواب بھی دینا ہے جو انہوں نے کل بات کی تھی۔لیکن Pakistan Peoples Party تو زرخیز ہے پاکستان کو مضبوط کرنے میں بڑی قربانیاں ہمارے قائدین کی شامل ہیں۔شہید محترمہ بے نظیر بھٹو جب وہ کم عمر تھیں،اپنے باپ کی ملاقاتوں کے لیے ان سلاخوں کے پیچھے اپنے باپ کو دیکھتی تھی لیکن باپ کا کہنا یہ تھا کہ بیٹا آج میں ہوں، کل نہیں ہوں گا لیکن پاکستان کے جھنڈے کو تھام کے رکھنا ہے اور پاکستان کے لئے جدوجہد کرتے رہنا اور آپ نے دیکھا کہ اتنے بڑے سارے نقصان ہونے کے بعد شہید عوام ذوالفقار علی بھٹو کو 45 سال کے بعد ہمارے انہی ججوں نے، جن ججوں کی کچھ دوست بات کر رہے ہیں، 45 سال کے بعد کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو بے قصور تھا ہم نے غیر قانونی سزا دی تھی۔یہ ایک نسل گزر گئی ایک وہ شخص جس نے پاکستان کو بنایا، اس کو آپ نے ماورائے عدالت murder کر دیا۔اور جب اس کی میت وہاں گاؤں میں بھیجی گئی تو تقریباً 70 کے قریب لوگ جنازے میں شریک تھے، باقی لوگوں کو جنازے میں شرکت نہیں کرنے دی گئی۔آپ دیکھیں کہ ہم نے کتنا بھگتا ہے،تاریخ کو دیکھیں ہماری پارٹی نے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ہماری پارٹی نے کتنی قربانیاں دی ہیں۔آج یہ سیاسی بنیاد پر جو بھی یہ ترامیم آئی ہیں، میں اس کو

اس لیےsupport کرتا ہوں کہ دیکھیں بہت ساری غلطیاں ہوئی ہیں، بہت سارے سیاسی لوگوں سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ عمران خان صاحب آج جن سلاخوں کے پیچھے ہیں، انہوں نے جان بوجھ کر پاکستان کے ایسے حالات کیے کہ اگر وہ اب تک رہتے تو شاید ہماری کیا پوزیشن ہوتی،اس کا اندازہ بھی نہیں۔ جب انہوں نے طالبان سے معاہدہ کیا، انہوں نے تمام وہ ممالک جو ہمارے خلاف ہیں، ان کو کہتے ہیں کہ آپ آئیں اور پاکستان پر بیٹھ کر یہ حملہ کریں۔ تو وہ کیسے ملک کے ساتھ وفادار ہو سکتے ہیں۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا وتیرہ رہا ہے کہ پاکستان کے ساتھ commitment کے ساتھ اس نے جدوجہد کی ہے۔ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ، جس نے اپنے باپ کے اُس نشان کو، اس منشور کو آگے بڑھاتے ہوئے مسلسل جدوجہد کی اور ان میں بھی یہ لالچ نہیں تھی کہ وہ وزیراعظم بننا چاہتی تھی لیکن اپنے والد صاحب کی legacy کو آگے بڑھائی جنہیں بے قصور پھانسی کے پھندے پر چڑھایا گیا۔ اس راہ حق پر انہوں نے چلنا تھا اس لیے انہوں نے اپنے باپ کے اس منشور کو لے کر جدوجہد کی۔ آج وہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو بھی اسی انداز میں اسی جدوجہد پر شہید ہو گئیں لیکن انہوں نے بھی یہ compromise نہیں کیا۔ اس کے بعد آپ دیکھیں مرد مجاہد آصف علی زرداری صاحب کو کہ جب شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کیا گیا، اس دن انہوں نے یہ طے کر دیا تھا کہ پاکستان نہ کھپے کیونکہ انہوں نے اسی لیے مارا تھا شہید رانی کو کہ لازمی پاکستان ٹوٹ جائے گا لیکن پاکستان کا نعرہ لگانے والا وہ مرد مجاہد آصف علی زرداری صاحب نے کہا کہ پاکستان کھپے۔ انہوں نے نہیں کہا کہ آپ جائیں اور پاکستان کی املاک کو نقصان پہنچائیں، ہماری تنصیبات کو نقصان پہنچائیں۔ انہوں نےprotect کیا اور کہا کہ پاکستان کا یہ جو ہمیں نقصان ہوا ہے، اس کا ہم جمہوری تسلسل سے بدلہ لیں گے اور انہوں نے کر کے دکھایا۔

جناب! پاکستان کو تمام سیاسی بحرانوں سے اگر کوئی نکال سکتا ہے تو وہ واحد بلاول بھٹو کی شکل میں ہم پاکستان کو مضبوط کر سکتے ہیں کیونکہ اس کے پیچھے ایک legacy ہے، اس کے پیچھے ایک جدوجہد ہے، اس کے پیچھے لاتعداد شہداء کی قربانیاں ہیں۔ آج آپ جا کر دیکھیں کہ گڑھی خدا بخش میں ایک سفید گنبد ہے جس کے اندر بہت سارے شہداء کی قبریں موجود ہیں، وہ شہید اپنے مفادات کے لیے نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے پاکستان کے لیے قربانیاں دی تھیں، انہوں نے تو کوڑے کھائے تھے، وہ نظریاتی تھے، وہ تو پاکستان کے بنانے والے لوگ تھے۔ ہم نے یہ نہیں کہا تھا۔ ان کی حکومت چلی گئی

تو انہوں نے کہا کہ پاکستان نہ کھپے۔ انہوں نے پاکستان کی اہم تنصیبات پر حملے کیے۔ لیکن ہماری دو بار حکومت ختم ہوئی لیکن ہم نے کہا کہ پاکستان کھپے اور ہم پاکستان کی مضبوطی کے لیے کھڑے رہے۔ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کا یہ وتیرہ تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی pluralist party ہے۔ ہماری minority کےایک دوست نے بات کی تھی تو میں اس کو اہم سمجھتا ہوں۔ پیپلز پارٹی نےminority rights کے حوالے سےہمیں بہت سارے حقوق دیئے ہیں۔ آج ہماری minority کےایک ایم پی اے صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس تمام جگہوں میں اقلیت کے وزراء نہیں ہیں۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی پیپلز پارٹی کی وفاق میں حکومت بنی ہے تب بھی ہمارے کھٹومل کے روپ میں، مہیش ملانی کے روپ میں اور ہمارے شہباز بھٹی کے روپ میں وفاقی وزراء رہے ہیں۔ ابھی بھی سندھ میں آپ جا کر دیکھیں کہ سندھ میں ہمارے دو وزیر، ایک مشیر اور ایک Special Assistant minority سے ہیں۔ ہمارے پاس یہ تفریق نہیں ہے۔ ہم ان کو اپنے بھائی سمجھتے ہیں اور برابری کی بنیاد کو بھی ہم آگے لے کر آتے ہیں۔

جناب! میں عدلیہ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ judiciary جس کے کچھ لوگوں نےjudiciary کوبدنام کیا اور آج ہم اس نہج پہنچے ہیں کہ ہمیں ان ساری چیزوں کوbalance کرنے کے لیےsuperior Parliament ہونا چاہیے۔ پارلیمنٹ کے پاس اختیار ہونا چاہیے،وہ کرنے کے لیے آج ہم کھڑے ہیں کہ طاقت ہو تو پارلیمنٹ کے پاس ہو لیکن میں ایک بات ضرور کہوں گاپرانیpractice کو دیکھتے ہوئے، ہمیں سوچنا ہوگا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سیکرٹری صاحب! آپ منسٹر صاحبان کو بلالیں۔

سینیٹر پونجو بھیل: جناب! کچھ افراد نے ہماری عدلیہ کو اس طریقے سے بدنام کیا اس پر ہمارا اعتماد ختم ہو گیا۔ ابھی میں چند سفارشات پیش کرتا ہوں۔ پاکستان میں جو اقلیتی برادری کے لوگ بستے ہیں،ان میں زیادہ تعداد شیڈول کاسٹ دلت لوگ رہتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 11 اگست 1947 کو تقریر کی تھی کہ ہم برابری کی بنیاد پر حقوق دیں گے۔ اس وقت ہمارے بڑے ان کے ساتھ کھڑے رہے اور انہوں نے 1947 کی وراثت میں ان کا ساتھ دیا۔ بہت سارے لوگوں نےmigration کی لیکن ہمارے بڑوں نے یہاں پاکستان کو ترجیح دی۔

جناب! میں گزارش کرتا ہوں کہ کچھ چیزوں میں ابھی جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں، اس کو ابھی دیکھنا ہوگا۔ ایک دراوڑ فیملی، ایک دلت فیملی جس کا بندہ منو بھیل کئی عرصے سے پریس کلبوں پر بھوک ہڑتال پر بیٹھا رہا جس کے نو بچے ایک feudal نے اغواء کیے ہیں۔ ہمارے فیلڈ مارشل سے میں آج مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ دلت کی فیملی کا پتا تو لگائیں۔ اتنی طاقتور ہمارے ادارے ہیں، پتا چلے کہ اس کے بچے کہاں ہیں۔ ان کی قبریں تو ہمیں دکھادیں تو کم از کم ہم وہاں جا کر اندازہ لگائیں کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اتنے بڑے وسائل ہونے کے باوجود، پاکستان کی بڑی law enforcement agencies ہونے کے باوجود وہ شخص آج بھی اپنے بچوں کے لیے انتظار میں ہے کہ میرے بچے کب لوٹیں گے، کب ان کے ساتھ میں دیوالی مناؤں گا کب میں ہولی مناؤں گا، کب میں کلچر ڈے مناؤں گا۔ وہ آج اپنے بچوں کے لیے اکسا ہے۔ جناب! میں آپ کے توسط سے ریاست سے گزارش کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ہمیں یہ دلت بچے جو اغواء کیے گئے ہیں، ہمارا پڑوسی ملک تو دلتوں کے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ وہاں تو caste discrimination ہے، وہاں تو Barhamnism ہے، وہاں تو لوگوں کے ساتھ نفرت کی جارہی ہے لیکن یہاں کے دلت پاکستان کے ساتھ اس لیے شامل ہو کر آج تک رہ رہے ہیں کہ یہاں discrimination نہیں ہوگی۔ میری گزارش ہوگی کہ اس کے بچوں کو recover کیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آج ایک اہم بات یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے ہماری نیت کے ساتھ یہ ترامیم کی ہیں تو یہ بہتر رہیں گی۔ اگر ہماری نیت میں خدوخال ہوگا تو ہمیں بھی سوچنا پڑے گا، کون زندہ ہوگا، کون نہیں ہوگا، وقت بتائے گا لیکن میں propose کرتا ہوں اور میں ان تمام دی ہوئی چیزوں پر جو discuss کی گئی ہیں، میں ایک بار پھر آپ کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بڑی مہربانی۔ سینیٹر عامر ولی الدین چشتی صاحب۔

Senator Amir Waliuddin Chishti

سینیٹر عامر ولی الدین چشتی: شکریہ، جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ ''غضب کیا جو تیرے وعدے پہ اعتبار کیا'' جناب! آئینی ترمیم پر تو تمام حضرات نے کافی گفتگو کر لی ہے۔ وہ آخر میں سناؤں گا، لیکن کسی نے بھی پاکستان

میں بنیادی جمہوریت پر بات نہیں کی۔ سب سمجھتے ہیں کہ شاید بنیادی جمہوریت ہمارے وفاق اور صوبوں میں ہے۔اس سے نیچے جائے گی تومزدور کا بچہ اوپر آ جائے گا،Engineer کا بچہ اوپر آ جائے گا، ڈاکٹر کا بچہ اوپر آ جائے گااور کسان کا بچہ اوپر آ جائے گا۔ ہمارے بچوں کے لیے شاید جگہ ہی نہیں رہے گی۔ ہمارے بل کا (a) 140 جو بنیادی جمہوریت کی بات کرتا ہے،وہ کہتا ہے کہ انتظامی، سیاسی و مالی اختیارات نچلی سطح پر دیں۔ ہمارا آئین three tiers of Government کی بات کرتا ہے: وفاقی، صوبائی اور لوکل گورنمنٹ کی۔آپ Federal پر بھی خوش ہو جاتے ہیں،آپ Provincial پر بھی خوش ہو جاتے ہیں لیکن جب بات آتی ہےلوکل گورنمنٹ کی اور میں لوکل گورنمنٹ، کراچی کی بات نہیں کر رہاہوں، یہ میں اپنے لاڑکانہ کے لیے بات کر رہا ہوں۔ یہ میں اپنے نوشہرو فیروز کے لیے بات کر رہا ہوں۔ یہ میں پشاور کے لوگوں کے لیے بات کر رہا ہوں۔ یہ میں پنڈ دادن خان کے لوگوں کے لیے بات کر رہا ہوں لیکن یہاں پر بہت سی پارٹیاں ہیں جو جمہوریت کی دعویدار ہیں، جمہوریت کی champion بنتی ہیں، وہ سب سے بڑی مخالف ہیں کہ بنیادی طور پر جمہوریت نہ ہو۔ جناب! جب یہ بل کابینہ میں پیش ہوا۔ جس دن یہ amendment Cabinet میں پیش ہوئی، تو سب سے پہلے ہم نے خراج تحسین پیش کیا پوری Federal Cabinet کو جو سامنے بیٹھی ہوئی ہے کہ اس نے کہا کہ ہم اس کو ستائیسویں ترمیم میں merge کروا دیں گے کہ Article 140 (A) ایک بنیادی جمہوریت کا تقاضا ہے وہ پوری ہونی چاہیے۔ وزیراعظم صاحب نے online خطاب میں کہا کہ یہ بہترین amendment ہے ہم نے پہلے ان سے وعدہ کیا تھا وہ پوری ہونی چاہیے۔ اس لیے میں نے پہلے شعر کہا تھا کہ "غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا" دو دن بعد اب مجھے سننے میں آ رہا ہے کہ جی اس پر تذکرہ تو بہت ہوا ہے اب پھر دوبارہ وعدہ ہے کہ وہ شاید اٹھائیسویں ترمیم میں ہونے دیا جائے گا۔ یہ تو بنیاد ہے پاکستان کی بھائی، آپ کیوں چاہتے کہ مجھ جیسے رئیس، ایک وڈیرے کا بیٹا، میرے جیسا سرمایہ دار، ایک صنعت کار اس ایوان میں آ کر بیٹھے، ایک غریب کا حق نہیں ہے۔ جناب اعلیٰ! پچیس کروڑ عوام یہاں رہتے ہیں اور یہ بات میں اس لیے بولتا ہوں کہ لوگ مجھے دیکھتے ہیں کہ شاید میں کراچی کی بات کرتا ہوں، میرے آباؤاجداد نے یہ ملک پاکستان کراچی کے لیے نہیں بنایا تھا۔ میرے والد کی اپنی اس میں بڑی قربانی ہے وہ مسلم لیگ پاک و ہند میں تھے وہ قائداعظم کی مسلم لیگ میں تھے اور جب 14 اگست آتی تھی تو وہ

روتے تھے۔ تو بھائی میں اس خون سے تعلق رکھتا ہوں جس نے پاکستان بنایا تھا اس نے سندھ نہیں بنایا تھا، اس نے کراچی نہیں بنایا تھا اس نے پنجاب نہیں بنایا تھا، اس نے پاکستان بنایا تھا اور یہ ریاست بنائی تھی۔ ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ آگے بڑھے اور بنیادی حقوق کا تحفظ کرے، ہم بھی اس ملک کی تحفظ کے لیے بیٹھے ہیں۔

مجھے بڑا افسوس ہوا کہ جب جمہوریت کے champion جو یہاں پر بھی بیٹھے ہوئے ہیں ، بڑی جمہوریت کی بات کرتے ہیں لیکن متعصب ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ صرف جمہوریت صوبے کے اندر رہے، وہ چاہتے ہیں کہ صرف Federal میں رہے، وہ نیچے آئے ہی نہیں۔ میری خواہش یہ ہے اور یہ ریاست کی بقا ہے کہ آج جو ہم گفتگو کر رہے ہیں اس کو نوشتہ دیوار پڑھ لیں کہ آئندہ آنے والے حالات آپ کے قابو میں نہیں رہیں گے، ویسے بھی کافی چیزیں بے قابو ہوتی جا رہی ہیں۔ اس کے اوپر بھی MQM Pakistan, Supreme Court میں گئی اور Supreme Court میں اس نے کہا کہ جی اس کا فیصلہ کر لیجئے، لوکل گورنمنٹ کو کم از کم آئینی تحفظ دے دیجئے، Supreme Court نے بھی order کر دیا اور اس پر بھی لوگوں کی کان پر جوں نہیں رینگی۔ اس بات میں، میں پنجاب گورنمنٹ کو اور مریم نواز صاحبہ کو اور اسپیکر پنجاب اسمبلی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ہم کہتے ہیں کہ شاید ان کا جمہوریت سے اتنا تعلق نہیں ہے لیکن انہوں نے جمہوریت کی روایت رکھی اور انہوں نے کہا کہ Federal کو recommendation بھیجی ہے کہ آپ بلدیاتی اداروں کو آئینی تحفظ دیں۔ لیکن جو جمہوریت کے champion بنتے ہیں وہ اس Bill کی مخالفت کرتے ہیں، وہ بنیادی جمہوریت کی مخالفت کرتے ہیں، آپ سمجھ رہے ہیں کہ اس ملک کو کس طرح چلایا جا رہا ہے۔

میرے آباؤاجداد کی قربانیوں کا جو صلہ ہے وہ اس ملک کو نہیں مل رہا ہے۔ آج میری PTI کے دوستوں سے بات ہوئی ہے وہ سب حمایت کرتے ہیں، ن لیگ والے سب حمایت کرتے ہیں بلدیاتی ادارے ہونے چاہییں، میری Peoples Party کے لوگوں سے بات ہوتی ہے انہوں نے کہا بنیادی طور پر ہونا چاہیے۔ لیکن in the end result وہی آتا ہے، آپ چیختے رہیں، چلاتے رہیں آج ہمارے تین ووٹوں کی بڑی اہمیت ہے، اگر ایک بندہ ادھر سے ادھر ہو جائے یا ادھر سے ادھر ہو جائے تو یہ ساری amendment دھڑام ہو جائے گی۔ لیکن ہم جمہوریت کے لیے،

ہم ریاست کے ساتھ کھڑے ہیں اور آج ہمارے تینوں ووٹر بھی یہاں موجود ہیں، کسی کو فون کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی، ہم بغیر فون کے یہاں موجود ہیں۔ چونکہ ہم ریاست کے وفادار ہیں، ہم اس ملک کے وفادار ہیں، اس ملک کی بنیادوں میں ہمارا خون ہے۔ تو میں دست بستہ اپنے تمام Peoples Party کے اراکین سے، ن لیگ کے اراکین سے، PTI کے اراکین سے، BAP کے اراکین سے، BAP کو دو دفعہ کہ بھائی آپ کی support ہو گی تو یہ جمہوریت کے جو معاملات ہیں ٹھیک ہو جائیں گے۔

ضروری نہیں ہے جو ہم نے آپ کو demand دیں ہیں وہ پوری کریں، لیکن کم از کم اس کو آئینی حیثیت تو دے دیں، کم از کم اس کا election تو ہو جائے اور یہ نہ ہو کہ پنجاب کا جو CM ہے یا پشاور کا CM ہے وہ بولے کہ یہ ختم تو ختم نہیں، اس کو آئینی تحفظ دیں کہ ہر مرتبہ جس طرح ہم Provisional elections کے لیے بڑے تڑپتے ہیں اور Federal elections کے لیے بہت تڑپتے ہیں تو اس طرح بلدیاتی اداروں کے elections بھی وقت پر ہونے چاہیے۔ وہ ایک صاحب نے کہا تھا کہ جی buy one get three free تو پنجاب میں جو بنالیتا ہے وہ پورے ملک میں بنالیتا ہے۔ اب تو پنجاب نے بھی support کر دی اس Bill کی، تو میں امید کرتا ہوں اور زیادہ وقت بھی آپ کا نہیں لوں گا، میرا کم بولنا ہی زیادہ سمجھیں اور امید ہے کہ میرے جمہوریت کے champions اور ریاست کم از کم بنیادی جمہوری حقوق کی پاسداری کرے گی اور آخر میں شعر کہہ دیتا ہوں کیونکہ ہر مرتبہ مجھے منا دیا جاتا ہے، ہمارا قتل بھی ہو جاتا ہے اور بڑے معصومیت سے کہتے ہیں

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ بہت شکریہ۔

Senator Quratulain Marri

سینیٹر قراۃ العین مری: بہت شکریہ آپ کا، شعر و شاعری تو ہمیں آتی نہیں MQM کے دوستوں کا بڑا وتیرہ ہے۔ مگر ہم سندھ والوں سے اور خاص طور پر کراچی میں پیدا ہوئے لوگوں سے

اگر یہ بات نہ ہی کی جائے تو اچھا ہے، بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی کہ کون جمہوریت کا پاسدار ہے، کون ہتھیاروں کا پاسدار ہے، کون violence کا پاسدار ہے، کس نے خون بہایا، کس نے خون نہیں بہایا، کون آج تک خون بہا رہا ہے۔ تو ان باتوں کو ہم چھوڑ دیں تو بہتر ہے۔ جہاں تک local government کی بات ہے تو سندھ وہ واحد صوبہ ہے جس نے time پر local government elections کروائے، جس نے local representatives کو طاقت منتقل کی۔ مطلب اچھی بات ہے کہ پنجاب نے Federal Government کو تجویز دے دی ہے، پنجاب اگر local government elections بھی کروالیتا تو اچھی بات تھی۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ باتیں کرنے میں یہ سارے لوگ اتنے آگے ہوتے ہیں۔ PTI کو دیکھیں، عمران خان صاحب کہتے ہیں کہ جی مجھے power سے ہٹانے سے اچھا تھا کہ اس ملک پر bomb گرادو۔ آج وہی PTI والے کہتے ہیں کہ پاکستان کے خلاف آئینی ترمیم آ رہی ہے، پڑھی ہے نہیں، ان کی فاضل ممبر کہہ رہی ہیں why are you talking about the NFC in Constitutional amendment? We are not پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیادی شق ہی یہ تھی کہ we will not discuss the NFC, we will not discuss the 18th amendment and we are glad that the Government took heed of this اگر local Government بھی آتی ہے تو ہم اس پر بھی بات کرلیتے ہیں۔ مگر حقیقت تو یہ کہ government کی ستائیسویں ترمیم میں local government system تھا ہی نہیں، تو ہم بات کس پر کرتے؟

مجھے پتا نہیں تھا، مجھے اندازہ نہیں تھا، کل ہمارے فاضل ممبر محسن عزیز صاحب، انہوں نے چیئرمین صاحب کو بولا کہ جی recently ہم آپ کے ساتھ Barbados گئے تھے، تو Barbados میں ہمیں پتا چلا ان کے پارلیمانی نظام کا۔ تو اگر PTI Senate کے خرچے پر Barbados جاسکتی ہے تو PTI Standing Committees میں کیوں نہیں بیٹھ سکتی؟ PTI یہ کیوں insist کرتی ہے کہ ہم لوگ full House کو committee میں تبدیل کر دیں، پھر ہم بات کریں گے، مطلب، ایسے نہیں ہو سکتا کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو۔ جو

PTI کو پسند نہیں ہے، PTI نہیں لے گی، delegations میں جانا پسند ہے، foreign tours پسند ہیں، وہ PTI کرے گی، Standing Committees میں جہاں actual کام ہوتا ہے، Law Committee میں جہاں actual کام ہوتا ہے وہاں سے PTI boycott کر گئی ہے۔ یہاں اجلاس میں سننے کی ان کو they do not have the courage to listen to us in the Parliament تو وہ اٹھ کے چلے جاتے ہیں اپنی تقریر کرنے کے بعد، صحیح غلط جو بھی کرنے کے بعد۔ باہر foreign tours سے پچھلے مہینے ہو کر آئے ہیں تو اس کا حوالہ ہمیں دے رہے ہیں۔ بھئی آپ standing committee میں جائیں، آپ وہاں پر بات کریں، آپ ان ترامیم پر proper بحث کریں what are the standing committees If not a reflection of the House? That is where we need your representation مگر آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ جی نہیں، ہم سارے مراعات لیں گے مگر ہم کام کوئی بھی نہیں کریں گے۔

عمران خان کی تصویر لے کر کھڑے ہیں، ابھی بھی خود نہیں ہیں، عمران خان کی تصویر کھڑی ہے۔ جن فاضل ممبر نے اپنی کرسی پر عمران خان کی تصویر لگائی ہے I challenge her, in the past four years, what legislation has she brought to Parliament? She is a legislator, she is not an Imran Khan photographer. ہیں، بتائیں کیا legislation کی ہے؟ ہم سے پوچھیں، ہم نے کیا legislation کی ہے؟ ہم legislators ہیں، ہمارا کام ہے ترامیم دینا، ہمارا کام ہے amendments دینا، ہمارا کام ہے laws دینا۔ وہ کرنا نہیں کہ یہاں آ کے dais پر کاغذ پھاڑنے اور یہاں آ کے عمران خان زندہ باد کے نعرے لگانے، اس کی photo لگانی ہے اور بھاگ جانا ہے۔ What is this? This is not the work of a legislator.

چیئرمین صاحب، بات یہ ہے کہ ستائیسویں ترمیم آئی ہے، بالکل آئی ہے، and we are fully supporting the three core issues, we are supporting the core issues of the court, the core issue of the transfer of the judges, and the core issue of the article 243 being amended. ہم بڑے خوش ہیں کہ ہم نے انڈیا کو منہ توڑ جواب

دیا ہے، ہم دوبارہ دیں گے، ان شاءاللہ۔ We are all very happy with this. If PTI is not, PTI should sit in the standing committee and propose amendments. If MQM is not, MQM should sit in the standing committee and propose amendments, میں آپ کو یہی کہوں، because we have done that. if you have done it, very good. It is up to the government to support you. اب دیکھ لیں، اب cross talk ہو گی، پھر میں نے کہا کہ بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی، نہ نکالیں باتوں کو۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ستائیسویں ترمیم آپ House میں لائیں، ہم سے ووٹ لیں، and we are very happy to support it, Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر خلیل طاہر صاحب۔

<u>Senator Khalil Tahir</u>

سینیٹر خلیل طاہر: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ اکثر دھوکہ دے جاندے نے شکلوں ویکھے جاچے لوگ، میں نے آپ کے بارے میں نہیں کہا۔ آپ ایک دم wielded ہو گئے ہیں، بڑے terrified ہو گئے۔ اکثر دھوکہ دے جاندے نے شکلوں ویکھے جاچے لوگ، سانوں اگے راواں دس اپنے گھروں گواچے لوگ۔ جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ آپ سب گھڑی گھڑی اپنی گھڑیاں دیکھیں، I will be so confined. یہاں پر ہم اکثر بات کرتے ہیں، جو درست بھی ہے کہ مشرف نے ایک غیر ضروری unconstitutional قدم اٹھا کر غیر قانونی اور غیر آئینی اقدامات کیے۔ اس میں ایک قدم یہ بھی تھا کہ minorities کے مانگے بغیر انہوں نے مخلوط الیکشن کر دیا جبکہ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ہم اپنی reserved seats پر سے الیکشن جیت کر آئیں in the permeable of the Constitution of 1973 of Islamic Republic of Pakistan. حقِ حکمرانی صرف اُسی کو ہے جو عوام کے چنے ہوئے لوگ ہیں۔ تو اس نے ختم کر دیا، ہم نے اُس کو آج تک ختم نہیں کیا۔

آج بھی میرا مطالبہ ہوگا اور humble submission ہو گی کہ اس کو ختم کریں اور ہمیں اپنے نمائندے چننے دیں کیونکہ Article 226 کہتا ہے کہ all elections must be held through a secret ballot. تو یہاں پر ہمارے کافی با اثر لوگ بیٹھے ہیں،

جیسے کہ مصدق ملک صاحب جیسے بڑے بااثر لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں۔ امید ہے میری بات کہیں تک تو پہنچے گی کہ یہ جو آئین کا Article 226 ہے یہ secret ballot paper کے ذریعے ہوتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے نمائندے حلقہ بندی کے ساتھ، یہ نہیں کہ جس طرح بلوچستان والے بھائی کل کہہ رہے تھے کہ ہمارے حلقے بہت بڑے ہیں، اُس وقت بھی ہمارے ساتھ بڑی مشکل تھی کہ ہمارے MNAs کے لیے پورا پاکستان حلقہ تھا اور MPAs کے لیے پورا صوبہ حلقہ تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری حلقہ بندی کی جائیں اور ہمیں secret ballot paper کے ذریعے اپنے نمائندے چننے دے جائیں تاکہ ہم اس system سے، اس گورکھ دھندے سے نکل سکیں۔

Article 25 says that you all are equal citizens اور یہ صرف آئین کا Article 20 ہی نہیں کہتا بلکہ یہ آپ سے چودہ سو سال پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی کو کسی پر فوقیت حاصل ہے ہی نہیں۔ اگر ہے تو اس کے piety اور تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ پھر

Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah was a charismatic leader. He said that you are free to go to your churches, you are free to go to your mosques, you are free to go to your temples, you are free to go to your churches. State has no concern with it.

تو ہم تو گزارشات ہی کر سکتے ہیں اور تو ہم کچھ کر نہیں سکتے۔ چونکہ ہمیں یہ کہا جاتا ہے اور یہاں پہ جھنڈا ہوتا تھا، اب تو شاید نہیں ہیں کہ یہ سفید رنگ آپ کا ہے جی۔ تو ظاہر ہے سفید رنگ ہمارا ہے تو پھر ڈنڈا بھی اُسی طرف ہی ہے۔ لیکن ایک بات positive یہ ہے کہ اُسی ڈنڈے نے پورے جھنڈے کو سنبھالا ہوا ہے۔ تو اگر ہمارا رنگ علیحدہ ہے تو اس پر ہمارا الیکشن بھی جدا کرنا چاہیے اور ہمیں حلقہ بندی کے ساتھ الیکشن علیحدہ دیا جائے۔

میرے ایک پیپلز پارٹی سے بھائی نے کہا، جو میرے لئے بہت قابل احترام ہے، ہاں جی I admit, میں ان کی باتوں کو تسلیم کرتا ہوں لیکن ہماری problem یہ ہے کہ ہم نے defense میں, education میں اور medical میں،

we have contributed a lot. The Christians, peoples, missionaries, from various European countries, from US,

from UK, from Australia, from Sri Lanka and so many other countries like France, Italy, Norway, Belgium,

ہم نے بہت serve کیا ہے۔ لوگ بڑے خوشی سے کہتے ہیں کہ میں Jesus and Mary School سے پڑھ کے آیا ہوں۔ میں St. Bonaventure's School سے پڑھ کے آیا ہوں، ہمارے محب علی صاحب یہاں بیٹھے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں فلاں سکول سے پڑھ کے آیا ہوں اور بہت سارے لوگ کہتے ہیں۔ بھائی اگر پڑھ کے آئے ہو تو ہمیں کم سے کم اتنا ہی اُس بات کی لاج تو رکھنی چاہیے۔ ہمیں خوشی ہے، ہمارا ہندو بھائی منسٹر ہے، یہاں پر سٹیٹ منسٹر ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہمارا سکھ بھائی پنجاب میں، بے شک ووٹ بہت تھوڑے ہیں، وہ پنجاب کا منسٹر ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو ہٹا دیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر اسی system کے ساتھ چلنا ہے تو سب کو ایک equality کی بنیاد پر دیکھیں ورنہ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو چھالے پاؤں میں ہوتے ہیں، وہ سب کو نظر آتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ

گرتی ہوئی دیوار کا ہمدرد ہوں لیکن،
چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش نہیں کرتا،
ماتھے کے پسینے کی مہک آئے تو دیکھیں
وہ خون میرے جسم میں گردش نہیں کرتا

میں چونکہ مصدق ملک صاحب کا بار بار نام اس لیے لیتا ہوں کہ وہ بہت influential minister ہیں۔ تو ہماری باتیں پلیز آگے تک پہنچائیں، خدا کے لئے۔ خدا کے لئے کہ آپ سارے بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم آپ Christian لوگوں کے ادارے سے پڑھے ہیں، ہم آپ کے ادارے سے پڑھے ہیں، ہم آپ کے ادارے سے پڑھے ہیں لیکن ہمیں دے کیا رہے ہیں؟ ہماری یہ reserved seats ختم کر دیں، ہم الیکشن جیت کے آئیں۔ Article 226 says that secret ballot paper ہوگا تو اُس کو کریں۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ مشرف نے کیا تھا اور آپ مشرف کو کہتے ہیں but he was a dictator.

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی گئی)

سینیٹر خلیل طاہر: بہت شکریہ جناب چیئرمین! اذان کا وقفہ تھا، ہمارے لئے سعادت ہے۔ تو یا پھر اس طرح کر لیں کہ اگر آپ نے یہ علیحدہ seats والا system بھی رکھنا ہے تو ساتھ

combined seats بھی کر دیں، یہ بھی کر دیں۔ ہم اپنے نمائندے بھی خود چن لیں اور ہمیں right to vote تو ہونا۔ یہ تو Fundamental Right ہے اور یہ جو ہمارے بنیادی حقوق ہیں۔ آئین کی آرٹیکل سات سے اٹھائیس تک جو انسانی حقوق ہیں، یہ اُن کی مخالفت ہو رہی ہے۔

Law یہ کہتا ہے کہ اگر law کی interpretation ہو گی تو جو چیزیں Fundamental Rights کے خلاف ہوں گی، اُن کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ This is not the gospel truth اٹھارویں ترمیم کوئی gospel truth تو نہیں ہے کہ اُس کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس میں کوئی چیز ایسی رہ گئی ہے، انسان ہے نا، انسان سے غلطی ہو سکتی ہے تو اگر آپ اس کی درستی فرمانا چاہتے ہیں تو مہربانی کرکے یہ فرمائیں۔ ہم آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

اچھا دوسری بات، اب آتے ہیں ترمیم کی طرف۔ بار بار یہاں پہ کہا گیا جی کہ judges کو اس طرح سے transfer کر دیا جائے گا، یہ کر دیا جائے گا، وہ کر دیا جائے گا۔ پر وہ بات جس کا پورے افسانے میں ذکر نہ تھا، وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری ہے۔ جناب! ہوا کیا، آج تک عدلیہ نے کیا کیا ہے؟ Openly اگر contempt ہوتی ہے تو ہو، as a lawyer میں بھگتوں گا، بے شک میرا license cancel کر دیں۔ لیکن کیا ہوتا ہے کہ آئین کے ۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر خلیل طاہر: مجھے پتا ہے، مجھے اُس معاملے کا پتا ہے۔ یار، آپ مجھے disturb نہ کریں پلیز، مجھے پتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب پلیز۔

سینیٹر خلیل طاہر: وہ مجھے کسی اور کام میں بلا لیں گے۔ تو ہم چاہتے یہ ہیں کہ یہ کیا طریقہ ہوا کہ آئین کے خالق کو آپ سزا موت دے دیں۔ آپ نظریہ ضرورت لے آئیں اور جب ذوالفقار علی بھٹو کو سزا موت دے رہے تھے جو سندھ کے تین judges جس میں minorities کے judges شامل تھے، انہوں نے کہا کہ یہ capital punishment نہیں دی جا سکتی اور یہ تاریخ میں پہلی بار ہوا کہ Pope John Paul II نے اپیل کی کہ اِس بندے یعنی ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی نہ دیں۔

اس کے بعد کیا کرتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف جو خوشحالی کا پیغامبر ہیں، دو تہائی اکثریت لے کر آتا ہے، جناب آصف سعید کھوسہ صاحب judgement میں لکھتے ہیں کہ there is no any element of corruption but اپنے بیٹے سے تنخواہ نہیں لی، لہٰذا یہ تاحیات نااہل ہے۔ جناب! یہ کیا بات ہوئی۔ پھر یوسف رضا گیلانی صاحب آتے ہیں۔ آپ نے زرداری صاحب کے بارے میں letter نہیں لکھا کیونکہ صدر کو اِستثنٰی حاصل ہے۔ اُنہوں نے نہیں لکھا تو آپ اپنے گھر جائیں۔ یہاں سے حامد علی خان صاحب جو چلے گئے ہیں، ہمارے بڑے ہیں اور senior ہیں، اُن کی اپنی کتاب کا ایک ایک صفحہ ہر جج کے بارے میں contemptuous ہے۔ ایک ایک جج کے چیمبر کے آٹھ آٹھ جج بنتے ہیں جو عدالتوں میں circumstances کو corcumstanses کہتے ہیں۔ ہم بھی 1996 سے practice کر رہے ہیں۔

اب اگر ہم اس بات کو ختم کرتے ہیں کہ judges merit پر لے آئیں، جن کو Judicial Commission لے آئے جس میں پانچ عدلیہ کے ممبر بھی ہوں تو کون سی بُری بات ہے۔ پھر میں حیران ہوں کہ پہلی دفعہ as I am the Member of that Standing Committee اور آپ بھی تھے، یہ کیا برا کر دیا ہے؟ ایک بندہ جس نے اپنے ملک سے آبادی کے لحاظ سے آٹھ گنا بڑے ملک سے جنگ جیتی ہے۔ جنگ پوری قوم نے جیتی ہے، media نے جیتی ہے، Opposition نے بھی جیتی ہے، سب نے جیتی ہے لیکن قیادت جنرل سید عاصم منیر کی تھی۔ آپ کون سی اپنی دس کلے، بیس کلے یا سو کلے زمین اس کے نام لگوا رہے ہیں، یہ انہیں honour دے رہے ہیں، سب Commonwealth countries میں یہ ہے کہ وہ تاحیات وردی پہن لیتے ہیں، کیا ہو جائے گا، آپ کو اس سے کیا تکلیف ہے؟ آپ ایک طرف مشرف کو کہتے تھے کہ ہم انہیں سو سال تک وردی میں دیکھنا چاہتے ہیں، اِدھر کیا کہتے ہیں، اتنا تضاد کہ مذاکرات آپ ان سے کرنا چاہتے ہیں اور ہم انہیں اس بڑے کارنامہ سرانجام دینے پر honourary کچھ دینا چاہتے ہیں، وہ ہر مقام پر محترم وزیرِاعظم صاحب کے ساتھ گئے ہیں، انہوں نے trade, foreign affairs میں اسحاق ڈار صاحب کے ساتھ، سب کے ساتھ مل کر پاکستان کو عالمی تنہائی سے نکالا ہے۔ آج ہم یورپ کے ساتھ ہیں، آج ہم امریکہ کے ساتھ ہیں، آج روس ہمارے ساتھ ہے، ہمارا دیرینہ دوست چین ہمارے ساتھ ہے۔ ان لوگوں کو بھی تو دیکھیں، آپ

کیا petty issues میں پڑ گئے ہیں، یہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ علی ظفر صاحب بھائی ہیں، وہ فرما رہے تھے کہ لاش آ گئی ہے، لاش تو آپ نے دی، لاش تو اس وقت دی تھی جب آپ نے مشرف کو کہا کہ آپ تین سالوں کے لیے Constitution میں amendment کر سکتے ہیں، لاش تو اس وقت تھی جب ضیاء الحق کا نام آئین میں لکھ دیا گیا۔ ان باتوں کو دیکھیں، اس constitutional amendment میں کوئی برائی نہیں ہے، ججوں کی transfer میں یا 243 پر، ہاں! انہیں ایک بات بہت ناگوار گزری تھی۔ ہمارے national, international and social media کے لوگ یہاں بیٹھے ہیں، کہا گیا کہ وزیراعظم کو indemnity دے رہے ہیں، I know that Anusha Rehman Sahiba were not instructed by anyone. کہ ایک وزیراعظم آتا اور جب وہ چلا جاتا ہے تو اسے مجسٹریٹ کا notice آ جاتا ہے کہ آپ کو کل جیل جانا پڑے گا۔ وہ پورے ملک کا وزیراعظم ہے لیکن میرے وزیراعظم نے کہا کہ مجھے کسی indemnity کی ضرورت نہیں ہے، مجھے immunity کی ضرورت ہی نہیں ہے، مجھے نہیں چاہیے، میں بھگتوں گا، پہلے بھی جھوٹے، سچے مقدمات نہیں بنے؟ وہ ترمیم withdraw ہو گئی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ اب اس میں کون سی ایسی بات ہے اور اس level پر طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ آپ کا ہمسایہ ملک جو کہہ رہا ہے اور آپ کے ساتھی ملک افغانستان کو تیار کر رہا ہے کہ اس کی سرزمین استعمال ہو اور آپ کو نیست و نابود کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ ملک دے دیا ہے تو آپ اس کو سنبھال لیں۔ ہاں! Amendment کی مخالفت کریں، اِدھر بیٹھ کر کریں، کوئی cogent evidence تو دیں۔

میری آپ سے humble submission ہو گی کہ جتنی بھی ساری باتیں ہیں یہ frivolous ہیں، اس آئینی ترمیم میں کوئی ایسی بات نہیں جو conflict to Constitution ہو۔ میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ؛

اتوں وڈیا ہور وہ سنگڑا ہو جانا
ظلم دا بوٹا وڈھنا ہی تے مڈھوں وڈھ
ایویں بوکے کڈ کڈ پیا مشقت کرنا ایں

بہت شکریہ، جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، سینیٹر عبدالقادر

Senator Muhammad Abdul Qadir

سینیٹر محمد عبدالقادر: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلِّمۡ۔ آج ہم 27th Amendment پر بحث کر رہے ہیں۔ آئین میں ہونے والی ہر ترمیم مستقبل کے نظام، اداروں کے توازن اور عوامی اتحاد پر اثر ڈالتی ہے، everybody knows that Constitution is the supreme law of the country that set out basic principles, structure and functions of the Government also defines rights and duties of the citizens. جناب چیئرمین! آئینی ترامیم ہوں تو دو چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے، پہلی چیز قومی مفاد، دوسری چیز آئینی توازن اور عوامی مفاد۔ جناب والا! پاکستان ایک وفاقی پارلیمانی اور اسلامی ملک ہے۔ اس جمہوری نظام میں ہمیں اپنے parliamentary system کی respect کرنی ہو گی اور دنیا میں انہی ملکوں نے ترقی کی ہے، انہی ملکوں کی economy strong ہوئی ہے جنہوں نے اپنی جمہوریت کو strengthen کیا ہے۔ جمہوریت کو مضبوط کرنے کی بہت ساری requirements ہیں، جن میں سے main اداروں کا توازن، قانون کی بالادستی اور عوامی اختیار کی بالادستی ہے۔

جناب والا! ریاست کے تین pillars میں Legislature, Executive and Judiciary ہے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے and sorry to say کہ عدلیہ کا دنیا میں جو survey ہوتا ہے، 143 ممالک میں سے ہم 129th number پر آتے ہیں۔ جناب والا! جیسے دوستوں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ عدلیہ میں جو pendency ہے وہ تقریباً پچاس سے ساٹھ ہزار مقدمات کی ہے۔ 1997 کے بعد پچھلے سال ہمارے ملک میں اٹھائیس سالوں کے ججوں کی تعداد کو بڑھایا گیا ہے لیکن اس کے باوجود Supreme Court of Pakistan وہ ادارہ ہے جس نے لوگوں کو justice مہیا کرنا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اب تک لوگوں کو اپنے مقدمات لگانے کے لیے وہاں سفارش کرنی پڑتی ہے، وہاں lobbying کرنی پڑتی ہے، یہاں تک کہ وہاں قائداعظم صاحب کی سفارش بھی چل جاتی ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر حکومت نے یہ step لیا ہے کہ وہ آئینی

عدالت کو علیحدہ کر رہے ہیں اور سپریم کورٹ کو علیحدہ کر رہے ہیں کیونکہ ہمارے ملک میں Chief Justices and judges نے کبھی ڈیم بنانے پر توجہ دی، کبھی *suo motu* پر مختلف لوگوں کے political cases میں indulge ہوئے، کبھی PSDP funds بانٹنے میں indulge رہے ہیں لیکن لوگ اپنے مقدمات میں دس سے بیس سال تک رُلتے ہیں۔ اگر کسی کا مقدمہ سپریم کورٹ میں لگ جائے تو یہ ایک بھیانک خواب ہوتا ہے۔ آپ خود بتائیں کہ اگر لوگوں کو بیس بیس سال وہاں انصاف مہیا نہیں ہو گا تو آپ اس سے کیا اخذ کریں گے یا وہ معاشرہ کیا چلے گا؟ آپ یقین کریں کہ اس ملک کے ستائیس سو ارب روپے کے ٹیکس کے مقدمات more than five years stay پر چل رہے ہیں۔ اگر ہمارے ججوں کے پاس بلدیاتی، صوبائی سیٹوں اور political cases کو سننے کا وقت ہے تو یقیناً انہیں یہ سمجھنا ہو گا کہ ہمیں پاکستان کے revenue cases کو بھی importance دینی ہے، ہمیں یہ بھی سمجھنا ہو گا کہ جو غریب لوگ مشکل سے سپریم کورٹ تک پہنچتے ہیں، ان کے مقدمات کو بھی importance دینی ہے۔ یہ ایک well thought process ہے کہ ایک آئینی عدالت علیحدہ بنا دی جائے جس کا صبح سے شام تک کام آئینی معاملات کو سننے کا ہو، انہیں حل کرنے کا ہو اور اس میں یہ نہ ہو کہ چھوٹے مقدمات پانچ پانچ، دس دس سال تک لگے ہی ناں۔ ایسے مقدمات ہیں جن میں میڈیا پر، ٹی وی پر خبریں چلتی ہیں، وہ مقدمات آج دائر ہوں اور کل سے ان کی regular hearing شروع ہو جائے۔

جناب چیئرمین! میں نے آپ کو بتایا کہ World Justice Project Rule of Law Index میں پاکستان کا civil justice system 124th number پر ہے اور پاکستان کا criminal justice system 108th number پر ہے۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے جو classification or numbering کی ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، 124th, 108th سے آپ پانچ، دس نمبر نیچے آ جائیں گے but this is the result. ہم اپنے حق میں بہت ساری باتیں کر سکتے ہیں لیکن جو international ادارے ہیں جو لوگوں کو observe کر رہے ہیں، اگر وہ آپ کو بتا رہے ہیں کہ آپ کا نظام اتنا فرسودہ ہو چکا ہے، آپ کا نظام اتنا خراب ہو چکا ہے تو یقیناً ہمیں اس کی improvement کرنی ہو گی اور

اس کی improvement اگر ہم اپنی پارلیمنٹ کے ذریعے کر رہے ہیں تو یہی ایک جمہوری طریقہ ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں تھوڑی سی وُہ بات بھی کرتا ہوں، اب خالی کرسیوں سے آپ مجھے بتائیں، میں کیا بات کروں؟ ہم گورنمنٹ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ although پاکستان میں یا جمہوریت میں بڑی پارٹیز ہی حکومت کرتی ہیں۔ ہمارے جیسی چھوٹی پارٹیز جیسے MQM، PML(Q), BAP,ANP ہے ہماری بات نہ کوئی سنتا ہے اور نہ ہی کوئی ہمیں importance دی جاتی ہے۔ اس کا proof آپ دیکھ لیں BAP نے ہم نے 26ویں ترمیم میں بھی request رکھی کہ ہماری صوبائی اسمبلی کی سیٹیں جس سے پورے پاکستان کی seats کو کوئی problem نہیں ہے۔ تمام پارٹیز اس کو agree بھی کر رہی ہیں۔

اسی Senate of Pakistan نے اس کو Law and Justice کی قائمہ کمیٹی سے previously approve کر کے اس سینیٹ میں تمام پارٹیز نے vote کر کے approve کیا۔ 26ویں ترمیم میں کہا گیا کہ ہم اس کو 27ویں ترمیم میں رکھیں گے۔ لیکن اب جب 27ویں ترمیم آئی ہے آپ خود اس میں شامل ہیں، ہم شامل ہیں۔ میں Law and Justice کمیٹی کا ممبر ہوں۔ وہاں پر میں نے یہ amendment دینے کی کوشش کی لیکن تھوڑا بہت سنا گیا، تھوڑا بہت نہیں۔ لیکن Pakistan People's Party اور PML(N) نے نہ وہ ماننا تھا، نہ وہ مانا۔

ہمیں ایک lollipop دیا گیا کہ رات کو ہم leadership سے بات کریں گے، صبح ہم یہ کریں گے۔ لیکن I am sure کہ اس قسم کی کوئی amendment وہاں نہیں آ رہی۔ PML(Q) نے اپنی ایک amendment چوہدری شجاعت صاحب کی طرف سے لائی تھی۔ اس ترمیم کو بھی اسی طرح سُنی اَن سُنی کر دیا گیا۔ MQM والے اپنے بلدیاتی نظام کے لیے کچھ لے کر آئے ہیں چونکہ they think کہ کراچی، حیدرآباد میں ان کی population زیادہ ہے، وہ بلدیاتی نظام کی بات کر رہے ہیں۔ بلدیاتی نظام واقعی ہی اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی ہے فوری اور موثر فیصلے ہیں، مطلب گاؤں کے level پر یا اس علاقے کے لوگوں کو خود اپنے مسائل کا بہتر پتا ہوتا ہے۔ کراچی میں بیٹھے آدمی کو یا لاہور میں بیٹھے آدمی کو ساہیوال کا یا ڈی جی خان کے مسائل کا اس

طرح پتا نہیں ہوگا جتنا lower level پر اگر بلدیاتی نظام کو ہم powerful strengthen کریں تو ان کے لوگوں کو پتا ہوگا۔ فیصلے وہیں ہوں گے جہاں پر مسائل پیدا ہوں گے۔ لیکن MQM کی amendment کو بھی بالکل ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔

اس طرح میں یہ کہتا ہوں کہ Prime Minister صاحب نے ایک ایسے وزیر صاحب اعظم نذیر تارڑ صاحب رکھے ہیں جو سوئی کے ناکے میں سے ہاتھی گزار نا جانتے ہیں۔ جب بھی ہم ان کے پاس گئے انہوں نے اتنے خوبصورت چہرے سے اتنے پیارے الفاظ میں ہمیں اور آپ کو فارغ کیا کہ ہمیں لگا کہ صبح یہ ہماری amendment آ رہی ہے۔ لیکن نہ ایسی کوئی amendment کی ہمیں امید ہے، نہ کوئی ایسی amendment آ رہی ہے۔

جنابِ چیئرمین! میں یہ کہتا ہوں کہ جمہوری حکومتوں کو جمہوری انداز میں چلنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے جو بھی مسائل ہیں ان کو اپنا مسئلہ سمجھنا چاہیے۔ ان مسئلوں کو اگر ہم وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ حل نہیں کریں گے تو آپ یقین کریں کہ یہ چیزیں آہستہ آہستہ ایک heart burn کی طرف چلی جاتی ہیں اور لوگوں کو احساس ہوتا ہے خاص طور پر چھوٹے صوبوں یا چھوٹی جماعتوں کو کہ بڑی جماعتیں نہ انہیں serious لیتی ہیں، نہ ان پر weightage دیتی ہیں، نہ ان کے لیے کوئی دردِ دل رکھتی ہیں۔

حکومت سے میری درخواست ہوگی کہ ابھی بھی time ہے جو یہ چھوٹی amendments PML(Q) بلوچستان عوامی پارٹی اور MQM نے لائی ہیں ہمیں وہ consider کر لینی چاہیے۔ میں نے اپنی ذاتی حیثیت میں یہ تجویز دی کہ جو elevations ہیں High Court میں وہ کم سے کم lower judiciary, district judiciary سے 25% ہے وہاں سے ہونی چاہیے کیونکہ جب آپ جج کو appoint کرتے ہیں (BPS-17) civil judge میں اور اس کو پتا ہوتا ہے کہ میں ایک یا دو promotions کے بعد میرے اُوپر cap ہے، تو نہ وہ اپنی reputation کا، نہ اپنے کام کا، نہ اپنی judicial work کا خیال رکھتا ہے۔ اگر اس کو پتا ہوگا کہ کل میں High Court اور Supreme Court میں consider کیا جاؤں گا، تو یقیناً لوگ محنت کریں گے۔ reward اور punishment کا دنیا کا یہی طریقہ ہے۔

میں نے وہاں پر amendment جمع کی اس کو بھی ہمارے بڑے بڑے لیڈر جو اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہیں انہوں نے فارغ کر دیا، نہ سنا، نہ کچھ کیا۔ لیکن ہم اس پر اپنی کوشش جاری رکھیں گے۔ سینیٹر دنیش کمار صاحب نے ایک بڑی اچھی amendment بھیجی کہ Provincial Cabinets ہیں اس میں at least ایک minority Member ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ KP میں کبھی نہیں ہوا، بلوچستان میں ہوا ہے، سندھ میں ہوا ہے۔ تو اس ترمیم کو بھی سُنا اَن سُنا کر دیا گیا۔

جنابِ چیئرمین! میں اس ایوان کے توسط سے حکومت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ total 20 votes PML(N) کے ہیں، 26,PPP کے ہیں۔ آپ چھوٹی پارٹیوں کو بھی اپنا حصہ سمجھیں، ان کو seriously consider کریں۔ اگر کوئی ایسی amendment یا ایسا point یہ پارٹیاں لے کر آ رہی ہیں جو اپنے علاقے سے ان کو اُس کا احساس ہے اور وہ سمجھتی ہیں کہ ہماری عوام کو اس amendment کی ضرورت ہے۔ اس amendment سے کسی کو نقصان نہیں ہے تو ضرور consider کر کے اس کو شامل کر لینا چاہیے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ لوگ اس پر اعتراض کیوں کر رہے ہیں اور کیوں اس کو importance نہیں دے رہے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر جام سیف اللہ خان صاحب۔ سید وقار مہدی صاحب اس کے بعد ان شاء اللہ۔ شکریہ۔ .I will be grateful sir

Senator Jam Saifullah Khan

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جنابِ چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ یہ جو آئینی amendment ہے اس میں جو بھی ہم تبدیلیاں کر رہے ہیں اگر اس کے background میں جائیں تو میرا خیال ہے کہ background میں جانا بہت ضروری ہے۔ ایک تو آپ جو 243 کی amendment لا رہے ہیں اس میں ظاہرً Army سے متعلق ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ خاص طور پر ابھی اس وقت جو حالات ہیں ایک ہماری تازہ India کے ساتھ جنگ رہی ہے اور Afghanistan کے ساتھ بھی ہمارے کافی کشیدہ تعلقات ہیں۔ ہمارے پاس insurgency چل رہی ہے، بلوچستان میں بھی اور خیبر پختونخوا میں بھی۔ اس میں بھی ہمارے فوج کے جوان ساتھی وہ شہادتیں بھی دے رہے ہیں۔ میں اس موقع پر جو شہید ہو رہے ہیں ان کو

سلام بھی پیش کرنا چاہوں گا۔ وہ اس ملک کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس ملک میں stabilityلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا! اگر اس کی تفصیل میں جائیں تو Indiaکا بھی جو واقعہ ہوا ہے میں خاص طور پر فیلڈ مارشل کو appreciate کرتا ہوں۔ اکثر جو ہماری آرمی کیestablishment ہے میں اُن پر کافی تنقید بھی کرتا رہا ہوں لیکن میں اس Army Chief کی جس طریقے سےclarity ان کے ذہن میں ہے اور جس طریقے سے boldness ہے میں اُس کو appreciate کرنا چاہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ چاہے India کی war ہو یا Afghanistan کی اس وقت جو صورتِ حال ہے اس میں انہوں نے clarity کے ساتھ جو standلیا ہے اس ملک کے لیے کافی بہتر ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ خاص طور پر KP میں طالبان کے issues رہے ہیں اور اس میںunfortunately ہماری طرف سے بھی establishment and governmentکی طرف سے ہم لوگ محسوس کرتے ہیں کہ اُن کے لیے ایک sympathy بھی پائی جاتی ہے یا ایک قسم کی collusion بھی ان کے ساتھ ہے اور کہیں نہ کہیں اُن کے ترجمان بھی بن جاتے ہیں۔ یہ چیزیں جو نسی ہیں نا good Taliban and bad Taliban یہ ہمارے ملک میں بڑی confusion پھیلاتے رہے ہیں۔ ہم جیسے لوگ تو ہمیشہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ جوAfghan Taliban ہیں یاTTP ہیں انہوں نے ایک ہی شخص کی بیعت کی ہوئی ہے۔ ہمیں تو اس میں کوئی فرق نہیں لگتا تھا ان کی جو بھی policy ہے۔ دونوں کی بڑیclear policy تھی اور وہ پاکستان میں وہی جس طریقے سے افغانستان انہوں نے ایک medieval type کا جو انہوں نے نظام رکھا ہوا تھا وہ نظام لانا چاہتے تھے اور یہاں بھی جو اُن کے ساتھی ہیں وہی لانا چاہتے تھے۔ آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر انہوں نے لڑکیوں کے school تباہ کیے، ان پر bombing کی گئی اور اُن کو تعلیم سے محروم رکھنے کی کوشش کی گئی اور اس وقت بھی ہمارے کچھ party کے لیڈران تھے وہ یہ چیزیں کہتے تھے کہ آپ ان کے ساتھ بات نہ کریں، یہ ہمارے بھولے بھٹکے لوگ ہیں۔ اس وقت جو بھی دہشت گردی کے واقعات ہوتے تھے، آپ پرانی تفصیل دیکھیں، چاہے اس میں ہماری ANP ہو، چاہے ہماری جو بھی liberal قوتیں تھیں جس میں پیپلز پارٹی ہو۔ حالانکہ وہاں پر مولانا

صاحب کی جو جماعت ہے ان پر بھی attacks ہوئے اور صرف ایک جماعت تھی جو ان کی وکالت کرتی تھی، چاہے ڈرونز ہوں، پچھلے پندرہ بیس سالوں سے وہ یہی منتر پڑھتے تھے کہ یہ اپنے لوگ ہیں اور ہم دوسروں کی جنگ میں کیوں آئے ہیں۔ ان کے جو مدرسے اور allied مدرسے تھے ان کو کروڑوں روپے فنڈز بھی دیتے تھے اور ان کے ساتھ ہوتے تھے۔

جناب چیئرمین! اس confusion سے ہمیں نکلنا چاہیے اور ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مفاد تھا۔ ایک جماعت ان کی political wing تھی اور دوسری political party کے سارے لوگ خاص طور پر خیبر پختونخوا میں ایک قسم کی level playing field جو دوسری جماعتوں کے لیے تھی وہ ساری ختم کرتے جارہے تھے۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ اگر آپ دوسری جماعتوں کے جلسوں کو interrupt کریں گے، ان کے لیڈروں اور workers کو ماریں گے، ان کے منسٹروں کو ماریں گے تو ظاہر سی بات ہے کہ جو خلا پیدا ہوتا ہے اس میں جو جماعت ان کی حمایتی ہوتی ہے پھر اس کو موقع ملتا ہے۔ انہوں نے social media پر disinformation and misinformation پھیلا کر لوگوں کا بالکل brain wash کرکے ایک cult type system بنالیا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے کئی پڑھے لکھے لوگ جو کہ intellectuals ہیں وہ یہ چیزیں دیکھتے ہوئے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پہلے باجوہ صاحب کے وقت میں جو واقعات ہوئے تھے، ان کے ساتھ باتیں کی گئیں، انہیں بلایا گیا اور انہیں resettle کیا گیا، انہیں پیسے دیئے گئے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی جس میں جنرل فیض بھی تھے۔ یہ ساری چیزیں ہو رہی تھیں تو اس وقت خیبر پختونخوا میں جو حکمران تھے، کسی بندے کے ذہن میں یہ نہیں آیا کہ کم از کم ان سے پوچھیں تو سہی کہ آپ انہیں resettle کرنا چاہ رہے ہیں، آپ کس طرح سے کرنا چاہ رہے ہیں یا within army بھی ہمارے باجوہ صاحب یا فیض صاحب تھے، کم از کم within army کے اپنے system میں بھی ہونا چاہیے تھے اور اس بابت میں بعد میں بتاؤں گا کہ آرٹیکل 234 میں جو تبدیلی کرنا چاہ رہے ہیں تو وہ کس وجہ سے لازم ہے۔ کسی نے ان سے پوچھنے کی کوشش نہیں کی اور ابھی چند روز پہلے وہاں کے ایک وزیراعلیٰ صاحب نے ایک بڑا inflammatory بیان دیا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو وہ ایک قسم کی incitement for violence ہے۔ انہوں نے مسجد اور مذہب کو استعمال کیا ہے اور کچھ

ایسی باتیں کی ہیں کہ لوگوں میں اشتعال پھیلا کر، کسی نہ کسی کے مذہبی جذبات ابھار کر خدانخواستہ کوئی نہ کوئی نقصان کرا سکیں۔

جناب چیئرمین! مجھے یاد ہے کہ جب محترمہ شہید ہوئی تھیں تو وہ بھی ایک بہت بڑا حادثہ تھا۔ آپ کو پتا ہے جناب چیئرمین! جب محترمہ پر کارساز میں پہلا attack ہوا تھا، اس کے ایک دن کے بعد اسی جماعت کے لیڈر نے ایک خط تھا جو شاید برطانیہ کے ایک اخبار Independent میں شائع ہوا تھا، اس نے attack کا سارا الزام محترمہ پر ہی لگایا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ محترمہ پر جو attack ہوا ہے اس کی سب سے بڑی ذمہ دار محترمہ خود ہیں اور پھر بعد میں تفصیل سے اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ یہ امریکیوں کے ساتھ صلح کرکے آ رہی ہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس پر attack نہ ہو، یہ اس نے خود کرایا ہے، یہ کیوں بھولتی ہیں کہ مشرف کے ساتھ deal کرکے آ رہی ہیں۔ اگر آپ اس آرٹیکل کو بھی پڑھیں تو اس سے بھی آپ کو یہ لگے گا کہ وہ بھی ایک incitement for violence تھا۔ آپ ان کے ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کو بھی دیکھیں، یہ کبھی کسی کو شہید کہتے ہیں، ان کا سارا patron بھی ایسا ہے کہ وہ بھی کبھی مذاکرات کرتے ہیں تو وہ اس پارٹی کے سربراہ کا نام دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ PTI کے جو سنجیدہ لوگ ہیں، علی ظفر صاحب کافی سنجیدہ ہیں، ان جیسے لوگ پارٹی کے اندر کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ انہیں settle کرنا چاہ رہے ہیں، انہیں لا رہے ہیں، انہیں آپ نے سیاسی اتحادی بنایا ہوا ہے تو long term میں اس کے کیا repercussions ہوں گے۔ ان کی جماعت والے بھی اس سوچ کے hostage بنے ہوئے ہیں اگر یہ بولتے ہیں تو ان کے hard liners یا ان کا جو social media ہوتا، وہ ان پر attack کرتا ہے اور ان کے خلاف گالم گلوچ کرتا ہے، یہ سوشل میڈیا ایک بہت بڑی بیماری بنی ہوئی ہے اور اس نے ہمارے youngsters کا brainwash کر دیا ہے، انہیں گالم گلوچ سکھا دی ہے، اس نے معاشرے میں ایک قسم کا بگاڑ پیدا کیا ہے۔

ہم سب ابھی دیکھتے ہیں کہ ان کی جماعت میں بھی جو کوئی سنجیدہ سوالات اٹھاتے ہیں، ان کی گالم گلوچ بریگیڈ انہیں گالیاں دینا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال شیر افضل مروت صاحب کی ہے، میں مروت صاحب کی کئی چیزوں سے agree نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی وہ بڑی

sensible باتیں کرتے ہیں، وہ اپنی جماعت کے اندر بڑے serious issues اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو ان پر attack ہوتا ہے۔ چند مخصوص لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ساری policy hijack کی ہوئی ہے، وہ اسی طریقے سے اسے چلا رہے ہیں تو ان حالات میں موجودہ آرمی چیف اگر ان کے ہاتھ مضبوط کریں کیونکہ باجوہ صاحب کے وقت میں انڈیا کے ساتھ ہمارے تعلقات کے بارے میں ہم نے یہ سنا تھا ہم انڈیا سے کیسے لڑیں گے، ہمارے پاس تو تیل بھی نہیں ہے، ہمارے ٹینکوں اور گاڑیوں میں تیل نہیں ہے اور اسی ملک نے تھوڑے ہی عرصے میں انڈیا کو بھی شکست دی، انہوں نے دنیا میں بھی اپنا لوہا منوایا اور وہ پاکستان کے image میں بہتری لائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سسٹم میں unity of command ہو تو وہ اس ملک کے لیے بہتر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک judiciary کا تعلق ہے تو آپ نے cartels کے بارے میں سنا ہو گا، کوئی drug cartel ہوتی ہے کوئی sugar cartel ہوتی ہے تو کوئی cement cartel ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے کسی زمانے میں judicial cartel بھی تھی۔ وہ اپنی مرضی کے ججز لگاتے تھے، ایک ہی سوچ رکھنے والے ججز کو لگاتے تھے، ان کی posting and transfers وغیرہ بھی وہی کرتے تھے اور انہی کے ذریعے سے کراتے تھے۔ یہ بہت ضروری تھا کہ اس میں course correction ہو۔ یہ ہمارے دوست جو چیخ رہے ہیں کہ آپ اپنے ججز لا رہے ہیں، ہم لوگ ایسا mechanism لا رہے ہیں کہ جو Judicial Commission ہے جس میں سیاست دان بھی ہیں، اس میں وکلاء کے نمائندے بھی ہیں، senior judges بھی ہیں اگر وہ سارے مل بیٹھ کر کوئی فیصلے کرتے ہیں اگر کوئی posting or transfer ہے یا کسی کو transfer کرکے ادھر جانا ہے تو کم از کم جیسے پہلے آمرانہ دور ہوتا تھا کہ جو چیف جسٹس چاہتا تھا وہ اس کی مرضی سے ہوتا تھا، کم از کم ابھی وہ تو نہیں ہو رہا ہے۔ یہ بہت اچھا ہو رہا ہے اور ہم اسے بھرپور طریقے سے support کرتے ہیں اور میں اپنے PTI کے دوستوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اس میں شامل ہوں۔ ان کی جو isolation policy ہے کہ ہم کسی سے بات نہیں کریں گے، صرف اس سے بات کریں گے جو ان سے بات نہیں کرنا چاہتا تو آپ political parties کے ساتھ بیٹھیں اور اپنے طرز سیاست میں تھوڑی تبدیلی لائیں۔ جس

طریقے سے social media پر misinformation پھیلائی جاتی ہے یہ کسی زمانے میں ہٹلر کا طریقہ کار ہوا کرتا تھا اور اگر آپ جرمنی کی history پڑھیں تو جو Beer Hall Putsch تھا وہ بھی بالکل 9th May کی طرح ہوا تھا اور اس میں بھی جرنل فیض کی طرح کا ایک character General Erich Ludendroff ہوتا تھا، انہوں نے بھی یہی پروگرام بنایا تھا کہ کس طریقے سے ہم power پر قبضہ کریں اور پھر جب وہ چانسلر بنا، پھر President کی موت کے بعد وہ President بھی بن گیا اور چانسلر بھی بن گیا اور انہوں نے اپنی private army کو German Army میں merge کرکے آمرانہ دور اپنایا تو اس ساری history کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں کوئی نہ کوئی steps اٹھانے چاہییں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

Senator Syed Waqar Mehdi

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری معزز سینیٹر روبینہ قائم خانی صاحبہ کا ماموں اور ہماری سابق رکن صوبائی اسمبلی روبینہ بشیر قائم خانی کے بھائی عابد قائم خانی جنہوں نے ہمارے ساتھ جمہوریت کے لیے جدوجہد میں بڑا ساتھ دیا تھا۔ ان کا گزشتہ دنوں انتقال ہوگیا۔ وہ بڑے اچھے آدمی تھے اور بعد میں وہ پولیس میں SSP بھی تھے۔ میں ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتا ہوں اور اس ایوان سے بھی کہتا ہوں کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، شہادت اعوان صاحب۔

(اس موقع پر ایوان میں دعا کی گئی)

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ گزشتہ دو تین دنوں سے جب یہ ستائیسویں آئینی ترمیم کا بل اس ایوان میں پیش ہوا اور اس پر مختلف معزز اراکین کی جانب سے اس پر بحث کی جارہی ہے، بات کی جارہی ہے اور پھر یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی یہ جو ترمیم کا بل ہے یہ پھر وہاں پر refer ہوا جہاں اس پر کام جاری ہے۔ جناب چیئرمین! 1973 کے آئین میں یہ ستائیسویں ترمیم ہے اور جنرل ضیاء الحق نے 1973 کے آئین کا جو حلیہ بگاڑا تھا یہ اعزاز بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے لیڈرشپ کو حاصل ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے اس سارے تقریباً کالے قوانین کا قلع قمع کیا اور

اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے 1973 کے آئین کو اس کی شکل میں بحال کیا اور صدر آصف علی زرداری نے اپنے تمام اختیارات پارلیمنٹ کے سپرد کیے۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا جمہوریت کے حوالے سے کردار ہے اور میں یہ کہوں کہ آج یہ ایوان موجود ہے یہ ادارے موجود ہیں تو اس میں سب سے بڑی قربانیاں پاکستان پیپلز پارٹی اور جمہوری حکومتوں کی ہیں کہ آج آپ کو آزادی اظہار رائے بھی ہے اور آج یہاں بیٹھ کر بات بھی کرتے ہیں۔ آج آپ ووٹ کا حق بھی استعمال کرتے ہیں تو یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی، اس کی قیادت کی قربانیاں، ہماری لیڈر شپ نے، شہید ذوالفقار علی بھٹو نے سب سے پہلی قربانی پیش کی۔ ان کو شہید کیا گیا۔ اُن کے بیٹے شاہ نواز بھٹو کو فرانس کے شہر کے Nice میں زہر دے کے قتل کیا گیا۔ مرتضٰی بھٹو کو شہید کیا گیا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو لیاقت باغ میں 27 دسمبر کو شہید کیا گیا۔ پیپلز پارٹی کی چار لیڈر شپ نے اپنی قربانیاں پیش کی۔ جن کے مزار گڑھی خدا بخش میں موجود ہیں اور وہ جمہوریت کی روشنی کا مینار ہیں۔ اصل میں یہاں بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں کہ وہ قربانی پیش کر رہے ہیں یا ان پر ظلم اور جبر ہو رہا ہے اگر ضیاءالحق کا گیارہ سالہ دور دیکھیں۔ میرے فاضل دوست مسرور صاحب نے کل بات کی تھی۔ میرے اور دوستوں نے یہاں پر بات کی۔ اگر تاریخ کو پڑھیں۔ اُس کا مشاہدہ کریں تو پیپلز پارٹی کے ہزاروں کارکنوں کو قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا گیا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو سکھر جیل کے اندر جہاں مئی، جون اور جولائی کے اندر 51 ٹمپریچر ہوتا ہے۔ وہاں 8/10 کے cell میں رکھا گیا جس کا پنکھا بھی آخری نمبر پر چلتا تھا اور اس میں چھوٹا روشن دان تھا۔ آج تو لوگ اڈیالہ جیل کے اندر محل نما جیل گزارتے ہیں۔ آئیں اُدھر اور جا کر سکھر کا اُس cell کو دیکھیں، وہ کال کوٹھڑی جا کر دیکھیں جہاں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے اڑھائی سال تک تنہائی میں گزارا۔ انہوں نے کوئی demand نہیں کی ہے۔ وہ دری پر سوتی تھی۔ چونٹیاں اور چوہے اُس cell میں گھومتے رہتے تھے۔ یہ پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ کی جدوجہد ہے۔ ہمارے چھ سے زائد ساتھیوں نے جیئے بھٹو کا نعرہ لگا کر پھانسی کے پھندے چومے۔

یہاں تو کسی کو بخار ہو جائے تو وہ اللہ اللہ کرتا ہے کہ میں مر نہ جاؤں۔ یہاں تو سامنے پھانسی کا پھندہ تھا، موت سامنے تھی، لیکن بھٹو ازم کے لیے، بھٹو کی محبت میں، آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مسیحی بھائیوں نے سر پر تیل چھڑک کر اپنے آپ کو جلایا اس لاہور میں، اس پنجاب کے اندر۔ یہ محبت ہے، اس کو بھٹو ازم کہتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ بھٹو زندہ ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں، کیونکہ

بھٹو کی جو تعلیمات ہیں، وہ اس ملک کی ترقی کے لیے، اس عوام کے لیے اور اس ملک کے لیے تھیں۔ اسی لیے کہتے ہیں نا، کہ روشن خیال ہوں گے تو اس ملک میں روشنی کے مینار ہوں گے اور ترقی پسند ہوں گے تو ترقی کے مینار ہوں گے۔ تو ہم روشن خیالی اور ترقی کے ساتھ اس ملک کو آگے لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس ملک کو مذہبی جنون میں جھونکا گیا۔ ضیاء الحق نے آ کر اس ملک کے اندر تمام اقدار ختم کر دیے۔

1985 کے غیر جماعتی الیکشن کرائے گئے۔ ہماری غلطی تھی، ہم نے اس میں حصہ نہیں لیا، لیکن وہاں ایسے ایسے لوگ آئے جو گروہی بنیاد پر، لسانی بنیاد پر، مذہبی بنیاد پر آئے، اس کا خمیازہ بھی اس پاکستان نے بھگتا۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ضیاء الحق نے ہمارا نشان تلوار چھین لیا تھا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے تیر کا نشان لیا اور اس کے بعد تیر کے نشان پہ ہم نے الیکشن لڑا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو جب 1986 میں لاہور میں اتری تھیں 10 اپریل کو اور ان کا والہانہ استقبال ہوا تھا مینار پاکستان تک، ایئرپورٹ سے لے کے وہاں تک لاکھوں لوگوں کا سیلاب تھا۔ تو اس کے باوجود جب 88 کے الیکشن ہوئے، پھر بھی ہمارا ووٹ چرایا گیا، لیکن ہم نے جمہوریت کی خاطر اس ملک میں اس کو بھی قبول کیا اور آگے بڑھے، کیونکہ ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور کو ہم نے ختم کرنا تھا۔ اس کے سیاہ قوانین کو ختم کرنا تھا۔ ہم نے پی آئی اے کے اندر ریگولیشن 12 کو ختم کیا اور لوگوں کو بحال کیا۔ جو لوگوں پر ظلم و مظالم ہوئے وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی لڑی، MRD بنائی، اس کے ساتھ جدوجہد کی اور ہمارے صوبہ سندھ کے اندر، چاہے وہ گوٹھ پنڈل خان چانڈیو ہو، چاہے ہمارا جو ہے میہڑ کے اندر ہو، ہمارے لوگوں پہ ڈائریکٹ گولیاں مار کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ تھوڑی پھاٹک کیس یہ سارے تاریخ کے قصے ہیں۔ جو کچھ ہوا، اس کو آپ بھلا نہیں سکتے، وہ جدوجہد کا حصہ ہے اور پیپلز پارٹی کا سنہرا باب ہے پوری کی پوری تاریخ۔

دوستوں! یہاں پر ہماری اپوزیشن کہتی ہے کہ ہم اس ایوان کو نہیں مانتے۔ اس حکومت کو نہیں مانتے لیکن اپوزیشن لیڈر کے لیے وہ روزانہ شور کرتے ہیں۔ جب ایوان کو آپ نہیں مانتے۔ حکومت کو جعلی حکومت کہتے ہیں۔ اس ایوان کو جعلی کہتے ہیں تو اپوزیشن لیڈر کس چیز کے لیے؟ اس کا شور کس بات کا؟ آپ سارے حصے میں شریک بھی ہیں۔ ایک میری ساتھی سینیٹر نے کہا کہ آپ دوروں پر تو سب جگہ جا رہے ہیں لیکن یہاں کا کچھ پتا آپ کو نہیں ہے۔ ساری مراعات آپ حاصل کر

رہے ہیں۔ گاڑیاں آپ کے پاس ہیں۔ ہر چیز سے آپ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ پھر ایک طرف آپ کہتے ہیں اپوزیشن لیڈر۔

دوستوں! مسئلہ یہ ہے۔ ان کے ساتھ میں ان کے لیے ایک شعر پڑھوں:

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاحب چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

یہ ہماری اپوزیشن کا حال ہے۔ تو جب یہ ستائیسویں ترمیم پیش ہوئی۔ اس سے پہلے بڑی باتیں کی گئیں۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب نے ٹویٹ کیا اور یہ بتایا کہ مسلم لیگ (ن) نے ہم سے یہ بات کی ہے۔ ہم نے چھپایا نہیں۔ قوم کے سامنے ساری بات رکھی۔ کیونکہ ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام میں سے آئے ہیں۔ ہم کسی سرکاری گملے میں پیدا نہیں ہوئے۔ ہم عوام میں سے آئے ہیں۔ انہوں نے ساری چیزیں سامنے رکھیں۔ ہم نے صوبائی خود مختاری اور NFC پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ چونکہ یہ ہماری جدوجہد کا حصہ ہے، ہم نے 18ویں ترمیم پر کوئی آنچ نہیں آنے دی لیکن آپ بحث برائے بحث، تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ آپ کی بات میں کوئی logic نہیں ہے۔ اگر آئینی عدالتوں کی بات ہو رہی ہے تو وہ COD کا حصہ رہی ہے۔ اس پر ان کے sign ہیں لیکن آج مکر جاتے ہیں۔ یہی منافقت سمجھ میں نہیں آتی۔

ججز کی ٹرانسفر پر کیا issue ہے؟ عدلیہ آزاد ہے۔ آرٹیکل 243 کی بات کریں تو کیا آپ کو خوشی نہیں ہے کہ پاکستان نے ہندوستان کے خلاف جنگ جیتی، اس کے سات رافیل طیارے گرائے جس کے بارے میں آج ٹرمپ بھی کہتا ہے کہ پاکستان نے ان کے سات طیارے گرائے۔ ان کو اذیت ناک اور شرم ناک شکست سے دوچار کیا۔ آج دنیا آپ کا بیانیہ مان رہی ہے جبکہ ان کا بیانیہ مسترد کر دیا ہے۔ یہ ہماری خارجہ پالیسی کی جیت ہے۔ اس میں جہاں وزارتِ خارجہ کا کردار ہے، وہاں میرے بلاول بھٹو زرداری کی جو پارلیمانی کمیٹی تھی، اس کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔ اس حوالے سے بلاول بھٹو زرداری نے بھی اپنی صلاحیتوں کو منوایا ہے اور ہندوستان کے بیانیے کو وہاں پر زیرو کیا ہے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں۔ آج ہمارے کمانڈر ان چیف نے، ہمارے فیلڈ مارشل نے جس طریقے سے ہندوستان کو سبق سکھایا ہے، ہماری فوج نے، ہماری بری افواج نے، ہماری فضائی افواج نے، ہماری بحری افواج نے، ہمیں ان پر فخر ہے۔ ہم نے ان کو decorate کیا ہے تو ٹھیک کیا ہے۔ آج

ہندوستان پوری دنیا میں شکل دکھانے کے قابل نہیں ہے۔ آج مودی کے خلاف اس کے ملک کے اندر سے ہی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ یہ پاکستان کی جیت ہے۔

اگر آپ پاکستان کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور یہ جو 27ویں ترمیم ہے، پاکستان کو آگے لے کر جائے گی، اس سے جمہوریت بھی مستحکم ہو گی۔ اس سے آئین میں بھی بہتری آئے گی۔ بات یہ ہے کہ بہتری کے لیے ترامیم آتی ہیں۔ میں آپ کو اس floor سے یقین دلاؤں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی آئندہ کسی ترمیم کی ایسے ہی حمایت نہیں کرے گی بلکہ ہم اس ترمیم کی حمایت کریں گے جو عوامی مفاد اور جمہوریت کے مفاد میں ہو گی۔ یہ ترمیم جمہوریت کے مفاد میں بھی ہے اور عوامی مفاد میں بھی ہے۔

چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ دلاؤں گا، یہاں آپ کی سیٹ سے ڈپٹی چیئرمین سینیٹ نے ایک ruling دی تھی کہ یہاں پر کسی لیڈر کی تصویر نہیں لگائی جائے گی۔ شاید یہ ruling موجود ہے جو کہ ہم نے خود سنی تھی۔ آپ مجھے بتایئے کہ یہ کیا ہے؟ آپ غلط کام کیوں کر رہے ہیں؟ اس حوالے سے chair کی ruling ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو میں اتنا بڑا فوٹو لاؤں گا کہ ایوان کے اندر نظر آئے گا۔

سینیٹر فلک ناز: ہم تو جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ آپ کے لیڈر کے پاس تو کوئی جواب نہیں، آپ کس طرح بات کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فلک ناز صاحبہ! آپ پلیز بیٹھیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وقار مہدی صاحب! آپ مہربانی کر کے chair سے مخاطب ہوں۔ فیصل صاحب! آپ پلیز بیٹھیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: میں کوئی آپ کی پارٹی کا آدمی تھوڑا ہی ہوں۔ دیکھیں، بات یہ ہے کہ اصول سب کے لیے ہونا چاہیے۔ پھر ہم اتنی بڑی بڑی تصویریں لائیں گے کہ یہ نظر بھی نہیں آئیں گے۔ یہاں صرف نمبر بناؤ تحریک چلتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشعال صاحبہ! آپ پلیز بیٹھیں۔

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب! میں یہاں بات اپوزیشن لیڈر کے حوالے سے کر رہا تھا۔ یہ اس الیکشن پر بڑی تنقید کرتے ہیں، 2018 میں کیا ہوا تھا؟ وہ جو RTS والا الیکشن ہے، اس میں تو ایسے ایسے لوگ جیت گئے جو گھر جا کر سو گئے تھے، پتا نہیں ان کو اٹھایا گیا کہ جی، آپ جیت کر MNA بن گئے، آپ MPA بن گئے۔ یہ کیا تھا، یہ کون سا الیکشن تھا؟ جو الیکشن 2024 میں ہوا، بالکل fair الیکشن ہوا کیونکہ fair الیکشن میں یہ آ نہیں سکتے۔ بات یہ ہے کہ ٹھپے والے اصل ووٹ کے ذریعے نہیں آ سکتے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ شفاف اور صحیح الیکشن کی حمایت کی ہے۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف الیکشن کروائے جائیں۔ ہم اس کے حمایتی رہے ہیں۔ میں اپوزیشن سے یہی کہوں گا کہ تنقید برائے اصلاح کریں، تنقید برائے تنقید نہ کریں۔ کمیٹیوں میں اپنا حصہ ڈالیں تاکہ جمہوریت کو آگے بڑھایا جاسکے۔ صرف یہی کہ آپ تنقید کریں اور آپ کے پاس logic تو کوئی ہے نہیں، آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، صرف کسی کو خوش کرنے کے لیے تنقید کرنا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وقار صاحب! بہت شکریہ۔ ایوان کی کارروائی ساڑھے تین بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔ جو speeches رہ گئی ہیں، جب ساڑھے تین بجے آئیں گے تو باقی اپنی speeches کریں گے۔

[The proceedings of the House were adjourned till 3:30 pm]

(وقفے کے بعد 3 بج کر 40 منٹ پر اجلاس دوبارہ جناب چیئرمین کی صدارت میں شروع ہوا)

جناب چیئرمین: نائیک صاحب! آپ کا Order No. 2 ہے۔ شروع کریں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025]

Senator Farooq Hamid Naek: I, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on a Bill further to amend the Constitution of

the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid.

سینیٹر منظور احمد صاحب! آپ preside کرتے رہے ہیں، آپ بول نہیں سکے۔ جی۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: اگر آپ اجازت دیں کہ کمیٹی میں جو چیدہ چیدہ ترامیم کی گئی ہیں، میں ان کے بارے میں تشریح کروں۔

جناب چیئرمین: جی آپ ضرور کریں۔

Senator Farooq Hamid Naek

سینیٹر فاروق حامد نائیک: جناب! یہ جو 27 ویں ترمیم ہے جو وزیر برائے قانون اور حکومت کی طرف سے پیش کی گئی، جو بل تھا، اس کو آپ نے Joint Committee of the Standing Committee of Law and Justice of Senate and National Assembly کو بھیجی for the purpose of detail discussion on the said Bill. دونوں کمیٹیوں کی joint session ہوا جس کی میں بطور چیئرمین، قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف اور چوہدری محمود بشیر ورک صاحب، چیئرمین، قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف، قومی اسمبلی، اس کو preside کیا۔ کمیٹی کے تمام اراکین نے اس میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ ہم نے Special Invitees کو بھی بلایا جنہوں نے کچھ ترامیم کو propose کیا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: .Excuse me آپ اگر اپوزیشن کو بلالیں، وہ رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ اس پر نائیک صاحب وضاحت کر رہے ہیں اور وہ آپ کا کہنا مانیں گے۔ جی۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: جناب! یہ deliberations دو دن صبح سے شام تک ہوتی رہی ہیں۔ جو بل اس ایون میں پیش کیا گیا تھا، کمیٹی نے اس میں کافی changes کیں۔ سب سے پہلے جو ترمیم تھی، بل میں یہ propose کیا تھا کہ Federal Constitutional Court بنایا جائے۔ اس وقت سپریم کورٹ میں Constitutional Benches ہیں جو کہ 26 ویں ترمیم میں بنی تھیں۔ کیونکہ Charter of Democracy جو شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں نواز شریف صاحب نے sign کیا تھا اور باقی پارٹیوں نے endorse

کیا تھا۔اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ Federal Constitutional Court کی تخلیق کا اس بل میں ذکر کیا گیا۔ کمیٹی نے اس عدالت کو بنانے کے لیے unanimously approve کیا مگر انہوں نے بل میں کچھ تبدیلیاں کیں۔ سب سے اہم تبدیلی جو کی گئی، وہ یہ تھا کہ جو آئینی عدالت بنے گی،اس میں تمام صوبوں کی برابر نمائندگی ہوگی اور اسلام آباد ہائی کورٹ سے بھی نمائندہ لیا جائے گا تاکہ تمام صوبے اور اسلام آباد ہائی کورٹ کا بھی اس Constitutional Court میں حصہ ہو۔

کمیٹی نے deliberations کے بعد دوسری جو تبدیلی کی، پہلے یہ تھا کہ ہائی کورٹ کے جج کو اگر nominate کیا جائے گا for the Constitutional Court, اس کو کم از کم سات سال کا تجربہ ہو، he must be a Judge of the High Court at least seven years. اس میرٹ کو broad-based کرنے کے لیے کمیٹی نے یہ تجویز دی جو کہ مان لی گئی، کمیٹی کے تمام ارکان کے کہنے پر اس سات سال کو پانچ سال کر دیا گیا ہے۔ یہ جو appointment کا qualifying period ہے،اس کو سات سال سے پانچ سال کر دیا گیا۔

کمیٹی نے inter-se seniority of the sitting Supreme Court Judges کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے کہا کہ اگر sitting Supreme Court Judges میں سے Constitutional Court میں appointment ہوگی تو ان کی inter-se seniority وہی رہے گی جو اس وقت exist کرتی ہے۔ لیکن اگر fresh appointments ہوں گی کسی وکیل کی یا ہائی کورٹ کے ججز کی from the Constitutional Court تو ان کی seniority will be reckoned from the date they will assume the office. اگر تین یا چار جج ایک ہی دن حلف لیتے ہیں تو پھر on the basis of their age ان کی seniority کو مانا جائے گا۔

26 ویں ترمیم میں Judicial Commission of Pakistan کی تخلیق کی گئی۔اس میں ایک ممبر جو woman and non-Muslim تھا،وہ سپیکر صاحب کی صوابدید تھی کہ وہ ایک عورت کو یا ایک غیر مسلم کو بطور جوڈیشل ممبر اپنی طرف سے نمائندہ تجویز کر سکتے ہیں۔ کمیٹی نے اس کو تبدیل کیا۔ انہوں نے retain کیا woman اور non-

Muslim کواور ایک Technocrat کو بھی add کر دیا گیا۔ اب یہ ہوگا کہ اگر سپیکر صاحب جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کے لیے کوئی ممبر چنیں گے تو اس میں یا عورت یا غیر مسلم یا ٹیکنوکریٹ،جو qualify کرتا ہے to become a Member of the Parliament جو کہ سینیٹ میں بھی دکھایا گیا ہے کہ ٹیکنوکریٹ کے لیے کتنا اس کا experience ہونا چاہیے، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شق کو add کیا گیا۔

پہلے سپریم کورٹ کے پاس *Suo motu* powers تھیں، وہ اپنی مرضی سے کسی کیس کو بھی 183 کو invoke کر کے سن سکتے تھے۔ اس میں ہم نے یہ تبدیلی کی، *Suo motu* powers کو تو رکھا ہے مگر judicial restraint کو سامنے رکھتے ہوئے تاکہ judicial restraint کو ensure کیا جائے۔ یہ جو *suo motu* powers ہیں، ان کو Constitutional Court exercise کرے گی۔ اس وقت جب کوئی شخص درخواست دے گا اور اگر Constitutional Court satisfy ہوگی کہ یہ درخواست جو *suo motu* powers کو exercise کرنے کے لیے آئی ہے، وہ valid ہے یا اس کی ضرورت ہے تب اس کی hearing ہوگی ورنہ نہیں۔

پہلے Article 199 of the Constitution میں جو revenue matters تھے، اس میں ایک clause add تھا کہ چھ مہینے تک interim stay order رہے گا، مل سکتا ہے اور یہ اس وقت تک رہتا تھا کہ جب تک اس کیس کو decide نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ سے بے اندازہ backlog تھا۔ حکومت کا revenue stuck-up ہوا تھا کیونکہ tax cases میں لوگ stay لے لیتے تھے اور حکومت کے cases سالہا سال نہیں چلتے تھے، کئی کیسز ہوں، پانچ سال، دس سال نہیں چلے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی نے یہ شق ڈالی، چھ مہینے اور add کر دیے مگر ایک سال کے اندر اگر کیس کا فیصلہ نہ ہوا تو automatically stay order vacate ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ transfer of Judges کی بھی بات ہوئی۔ پہلے جو بل میں propose کیا گیا تھا اور پہلے بھی 26 ویں ترمیم میں یہ بات تھی کہ transfer of Judges ہو سکتا ہے by the President of Pakistan مگر اس میں consent لینی پڑتی تھی

اور consultation کرنی پڑتی تھی by the two Chief Justices جو کہ وہ چیف جسٹس کے کورٹ سے ٹرانسفر ہو رہا ہے اور وہ چیف جسٹس جس کے کورٹ میں ٹرانسفر ہوگا۔ اور اس جج کی بھی جس کی ٹرانسفر ہو رہی ہے۔ کمیٹی میں جو بل میں propose کیا گیا ہے، اس میں transfer کا طریقہ تبدیل کیا گیا۔ اب transfer کا طریقہ یہ ہوگا کہ جب ایک جج کی ایک ہائی کورٹ سے دوسرے ہائی کورٹ میں transfer through Judicial Commission of Pakistan ہوگی۔ آپ کو علم ہے کہ Judicial Commission of Pakistan 26th Constitutional Amendment کے تحت بنی۔ اس میں تمام لوگوں کی نمائندگی ہے۔ اس میں Executive بھی ہے، Parliamentarians بھی ہیں، Judges بھی ہیں، civil society بھی ہے اور وکلا کی بھی، پاکستان بار کونسل کی نمائندگی ہے۔

اب یہ جو تجویز آئی کہ Judicial Commission of Pakistan transfer کرے گا on the terms and conditions to be determined by the Judicial Commission of Pakistan مگر انہوں نے ایک شق یہ لگائی ،ایک قدغن یہ لگائی کہ اگر ایک جج کا ٹرانسفر منظور ہوتا ہے by the Judicial Commission of Pakistan, تو he will stands retired automatically.

اس پر کمیٹی نے deliberations کیں اور اس کو ہم نے تبدیل کیا۔ انہوں نے کہا کہ automatically وہ retire نہیں ہوگا بلکہ یہ reference file ہوگا Supreme Judicial Council کے پاس اور اس کو opportunity of hearing بھی دی جائے گی کہ کس وجہ سے وہ decline کر رہا ہے اور اگر Supreme Judicial Council یہ فیصلہ کرتی ہے، یہ report دیتی ہے کہ اس نے transfer ہونے کے لیے valid reasons نہیں دیے، تو اس کو دوسرے High Court جانا چاہیے تھا، then he stands retired. اس کے علاوہ Presidential immunity کے اوپر بھی Bill کے اندر تھا، جو Bill کے اندر propose کیا گیا کہ life-long immunity دی جائے to the President. اس وقت جو شق ہے کہ President has immunity

against all criminal proceedings during his term کہا گیا ہے، یہ change کی گئی کہ ان کو lifetime کے لیے immunity ہے against the criminal proceedings. مگر committee نے اس کے اندر ایک caveat ڈالا ہے، وہ یہ ڈالا ہے کہ immunity جو ہے President کی وہ public office پر apply نہیں ہوگی اگر وہ public office holder بن جاتا ہے election لڑنے کے بعد تو یہ during the term, he is an office of public holder but the moment he ceases to be the public office holder یہ immunity ان کے پاس نہیں ہوگی immunity ان کو واپس آ جائے گی۔ اس کے علاوہ Bill کے اندر consequential amendments ہیں۔ یہ جو main amendments ہیں جو میں نے آپ کو بتائیں، یہ ساری چیزیں committee نے Judicial independence, accountability and institutional balance کو مد نظر رکھتے ہوئے کی ہیں۔

میں آخر میں تمام Committee Members کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے constructive participation کی اور valuable contribution دی۔ خاص طور پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں Chairperson Standing Committee of National Assembly چوہدری محمد بشیر ورک کا اور Members of National Assembly of Standing Committee on Law and Justice for their cooperation and consensus-oriented approach. I also acknowledge the cooperation of Minister for Law and Justice, Mr. Azam Tarar and his team for their valuable contribution in the deliberation. یہ جو report ہم نے پیش کی ہے یہ collective wisdom and bipartisan spirit of the Parliament aimed at reinforcing the Constitutional order and ensuring the independence, integrity and accountability of our judicial system.

آخر میں، میں Senate کی Standing Committee on Law and Justiceکی Secretary Mrs. Rabia Anwar کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ان کیvaluable contributionجو انہوں نے کمیٹی کے دوران دیں اور جو report مرتب کرنے کے اندر میں سمجھتا ہوں ان کی valuable assistance ہے۔ ہم سب ان کے شکر گزار ہیں اور بہت اچھیreportانہوں نے تیار کی ہے۔ بہت بہت شکریہ .Chairman Sahib

جناب چیئرمین: سینیٹر فیصل علی سبز واری صاحب۔

سینیٹر سید فیصل علی سبز واری: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: No slogan. Please, don't interrupt he is speaking, Parliamentary Leader of MQM is speaking, please. Order in the House. Senator Falak Naz Sahiba no slogans.

سینیٹر سید فیصل علی سبز واری: بہت شکریہ جناب چیئرمین، مجھے گفتگو کا موقع دینے کا۔ یہ آئینی ترامیم جو کہ ستائیسویں آئینی ترمیم کے نام سے ایوان بالا میں گزشتہ دنوں پیش کی گئیں، اور اس پر Standing Committee on Law and Justiceنے اور Standing Committee of National Assembly نے بھی بحث کی۔ ابھی محترم Farooq Naek Sahib نے اس کیreport پیش کی ہے۔

Mr. Chairman: Please Order in the House.

سینیٹر سید فیصل علی سبز واری: جی، میں گزارش کر رہا تھا کہ اگر میں یہ مصرعہ پورا بتادوں میری بہن کو وہ بھول گئی ہیں، لیکن خیر۔

جناب چیئرمین: آپcontinue کیجیے۔

سینیٹر سید فیصل علی سبز واری: میں اب ایک ایسے موضوع پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں جو مجھے لگتا ہے کہ علی ظفر صاحب اور ان کے دیگر احباب جو وہاں پر بیٹھے ہیں، ہمارے حزب اختلاف کی نشستوں پر، ان کے بھی دل کے قریب ہوگا۔

Mr. Chairman: Please take your seats.

Senator Syed Faisal Ali Subzwari

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: جناب چیئرمین ! اس report میں ذکر ہے کہ، اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ہم کبھی نہ کبھی اس دور سے گزرے ہیں، اور یہ بڑی بد قسمتی ہے ہماری کہ اس دور سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن ایسا ہی ہے and as I have stated numerous time earlier کہ جب آپ اپنا space concede کرتے ہیں تو آپ کے بعد میں آنے والے کو اس سے بھی کم space ملتا ہے۔ کاش ہم سیاستدان جب ہمارے ہاتھ میں مکمل موقع ہو تو ہم اس وقت بھی اتنے ہی انصاف پسند، اتنے ہی merit اور اصول پر عمل کرنے والے ہوں بد قسمتی کے ساتھ ہمیں یہ لگتا ہے کہ we are having a field day اور خوشبیر سنگھ شاد نے کہا تھا کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمارا بھی برا وقت آئے گا۔ تو خوشبیر سنگھ شاد کا ایک شعر ہے:

بلندیوں پہ نہ آیا کبھی خیال مجھے
یہاں بھی ڈھونڈ ہی لے گا میرا زوال مجھے

تو ہم بھول جاتے ہیں اور یہ ہوتا ہے، پھر یہ جو ہو رہا ہے۔ سب کے لیے ہی ہے، کیونکہ ہر عروج کو زوال ہے۔ جی، شہادت صاحب،

بلندیوں پہ نہ آیا کبھی خیال مجھے
یہاں بھی ڈھونڈ ہی لے گا میرا زوال مجھے

میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ میرے خیال میں یہ خواتین کی ایک وہاں meeting چل رہی ہے، میری بہنوں کی، بہت اچھی بات ہے۔ لیکن میں ساتھ یہ گفتگو کروں کہ اس رپورٹ میں بھی ذکر ہے جناب فاروق نائیک صاحب نے پیش کہ ستائیسویں آئینی ترمیم میں جہاں مسلح افواج کے مختلف نئے عہدے دیئے گئے ہیں اور term کے اوپر گفتگو کی گئی ہے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ جناب، ان ساری کی ساری ترامیم کے پاس ہونے کے بعد اور آئین پاکستان کا حصہ بننے کے بعد، افواج پاکستان، دفاع پاکستان اور مملکت پاکستان سب کے وقار میں اضافہ ہو اور خاص کر ایک ایسے وقت میں کہ جب ہماری مشرقی سرحد کے اوپر بھارت، جو کہ ہم سے کئی گناء طاقتور، کئی گناء جس کی فوج ہم سے زیادہ مسلح ہے، وہ بیٹھا ہے، اور اس کو بہر حال ہماری مسلح افواج نے اپنے جذبے سے شکست دی۔ لیکن وہ خطرات ابھی تک وہیں کے وہیں ہیں اور پھر ہماری مغربی سرحد پر بھی ایک تنازعہ ہے اور وہ جن کی ہم

نے مہمان نوازی کی کئی دہائیوں تک، بدقسمتی کے ساتھ ہم نے اپنی پالیسیوں اور اپنی کوتاہ نظری، اپنی,short-sightedness کبھی کبھی اپنی,cowardice کبھی اپنی جان بچانے کے لیے، ہم نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ جناب افغان طالبان اور جو پاکستان میں طالبان کے نام پر دہشت گردی ہے، وہ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اب شاید یہ پتا چل رہا ہے، تو I wish کہ آج کی حکومت، ریاست اور پالیسی ساز once for all اس مسئلے کو settle کریں۔

ایسے موقع پر یقیناً افواج پاکستان کی ہر ممکن حوصلہ افزائی اورsupportکی ضرورت ہے۔ یہ نہ ہو کہ اس وقت کے ایک قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف، جو کہ ایک سابقہ Field Marshalکے پوتے بھی ہیں، وہ یہ فرما رہے تھے جنگ کے دنوں میں کہ پاکستان کے پاس تو میزائل ہی نہیں ہیں، میزائل ہم نے سارے بیچ دیئے ہیں، اور جہاز ہم اڑائیں گے کیسے کہ جہازوں میں تیل نہیں ہے؟

That was not the time to demean Pakistan, to belittle Pakistan. I don't want to go that extent, but it was nothing but treason of a certain type, Sir.

میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ساتھ ہی ساتھ جو عدالتوں کے حوالے سے اس پہ خاصی بحث ہو رہی ہے، تنقید بھی ہو رہی ہے۔ ایک ایسا فرد ہونے کے ناتے کہ جس کے اہل خانہ نے بھی اور جس نے بطور سیاسی کارکن اور بطور ملزم کئی عرصے تک بہت نچلی عدالتوں کا سامنا کیا ہے۔

جناب! یہ ابھی جو بھی ہم اصلاحات کر رہے ہیں، آئینی ترمیم کر رہے ہیں، ,I wish چھبیسویں آئینی ترمیم پر بھی میری یہی خواہش تھی اور آج بھی ہے کہ ابھی تو چلیں ہم Federal Constitutional Court اور یہ جو نام ہم سپریم کورٹ کو دے رہے ہیں، جناب! اس کے ثمرات آنے چاہیے۔ صرف وہ اسلام آباد تک محدود نہ رہیں، صرف وہHigh Courtsتک محدود نہ رہیں۔ پاکستان میں ایک عام سائل جو روزانہ رسوا ہو رہا ہے، جس کے cases التوا کا شکار ہیں، کیا آیا ہم اُن کے لیے بھی یہ ترمیم کرنے جارہے ہیں یا اس سے پہلے جو ہم نے ترمیم پچھلے برس کی تھی، کیا اُس کے ذریعے کوئی ایسی policies مرتب ہوئیں؟ کیا اس وقت کے بنے ہوئے چیف جسٹس صاحبان نے یا جو آئندہ آئیں گے، جو آئینی عدالتیں بنیں گی یا بن چکی ہیں، انہوں نے ایسے کیا اقدامات کیے ہیں کہ جس سے عام سائل کو فرق پڑا ہو۔ یہ ہمیں بتلانے کی ضرورت ہے۔

جناب! ایک اور تنقید جو میں دیکھ رہا ہوں اور جو ہو رہی ہے وہ یہ بھی آئے کہ لوگوں کی بات یہ ہے کہ ,what's in it for us ہمارے لیے ان ترامیم میں کیا ہے؟ بہر حال دفاع پاکستان کا مضبوط ہونا، بہر حال نظام انصاف میں بہتری کی توقع سے کی جانے والی ترامیم ہیں تو ان کی موجودگی عام آدمی کے لیے بہتر ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میں اپنی بات کروں گا کہ جنوری 2022 میں میں نے پہلی دفعہ جب Constitutional amendment Article 140A کی مزید وضاحت اور اس کے بعد ایسے دیگر کئی Articles کو Constitution میں insert کرنا جن سے ملک بھر میں موجود بلدیاتی حکومتوں میں بہتری آئے اور وہ empowered ہوں، وہ بلدیاتی ادارے نہ ہوں جو کہ صوبائی حکومتوں کے زیر دست ہوتے ہیں۔

جناب، اس کے بعد گزشتہ برس متحدہ قومی موومنٹ نے قومی اسمبلی میں آئینی ترمیم جمع کرائی اور وہ اسی حوالے سے تھی۔ ہم شکر گزار ہیں وزیر اعظم پاکستان اور law Minister صاحب کے اور میں جناب فاروق نائیک صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ پہلے Law Minister اور وزیر اعظم پاکستان نے اِس کو اپنا مقدمہ بنایا جو کہ یقیناً MQM کا مقدمہ نہیں ہے۔ محترم میئر کراچی یہاں گیلری میں تشریف فرما ہیں۔ محترم وزیر اعلیٰ بلوچستان بھی تشریف فرما ہیں۔ تو یہ میئر کراچی کا مقدمہ ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ بلوچستان سے بہت سارے ایسے کام جو اُن کے یا شاید کسی اور وزیر اعلیٰ کے کرنے کے لیے اُن کے پاس وقت بھی نہ ہو اور شاید system enabled نہ ہو، لوکل گورنمنٹ کی شکل میں، service delivery کی شکل میں، آپ کے پاس ایسے لوگ اور ایسا system آئے کہ خواہ سیلاب ہو یا خدانخواستہ کوئی اور آفت ہو یا food crisis ہو یا کوئی اور مسئلہ ہو، اس پر لوگوں کو مواقع مل سکیں۔ یہ اس لیے ہم آئینی ترمیم لے کر آئے تھے۔

حکومت کی مہربانی کہ اب جب ہم نے یہ کہا کہ پارلیمان جب ستائیسویں آئینی ترمیم کے لیے بیٹھ رہی ہے تو ہماری اس ترمیم کو بھی دیکھا جائے۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ فاروق نائیک صاحب کی سربراہی میں جو Committee meetings ہوئی اور اُس میں اُس کو زیر بحث بھی لایا گیا اور شاید اراکین کی اکثریت نے اس کی تائید کی۔ تاہم کچھ یہ اعتراضات آئے کہ اس میں کوئی structural flaw ہے۔ ہماری لائی ہوئی ترمیم نہ صحیفہ آسمانی ہے اور نہ ہم عقلِ کُل ہیں۔ جناب! اس میں اصلاح کی گنجائش ہے۔ کیوں نہیں؟ سب کر سکتے ہیں۔ گزارش یہ تھی اور آج بھی

ہے کہ میں اس لیے اختلافی باتوں سے گریز کر رہا ہوں کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ خواہ وہ تحریکِ انصاف ہو، عوامی نیشنل پارٹی ہو، بلوچستان عوامی پارٹی کے دوستوں نے تو پہلے بھی حامی بھری تھی یا even پاکستان پیپلز پارٹی ہو۔ ہم بلاول صاحب سے ملاقات کی کوشش کر کے اُن سے بھی بات کریں گے کہ جناب، یہ مقدمہ، ایک تو یہ تاثر بالکل غلط ہے کہ بااختیار بلدیاتی حکومتوں کا مقصد یہ ہے کہ یہ کوئی اٹھارویں ترمیم کو رول بیک کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

جناب، جب آئین پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے زمانے سے ہی پہلی ترمیم شروع ہو گئی تو یہ طے ہو گیا تھا کہ آئین بھی صحیفہ آسمانی نہیں۔ سو اٹھارویں ترمیم بھی صحیفہ آسمانی نہیں ۔ چھبیسویں آئینی ترمیم میں مزید وضاحتیں درکار تھیں اس لیے ستائیسویں آ رہی ہے۔ اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جو اٹھارویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو اختیارات حاصل ہوئے ہیں، اُن میں کوئی کمی بیشی کرنا چاہتا ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ اُس rule کے تحت جو صوبوں کو اختیار اور وسائل تفویض ہوئے، وہ انہی صوبوں کے اُن شہریوں تک تو پہنچیں جو صرف صوبائی محکموں کے زیر دست رہ جاتے ہیں۔ یہ تو جیکب آباد اور کشمور کا مقدمہ ہے۔ یہ تو صادق آباد اور رحیم یار خان کا مقدمہ ہے جو اپنے اپنے صوبائی دارالحکومتوں سے دور ہیں۔

اس کا قطعاً مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی بھی صوبائی حکومت یا وزیر اعلیٰ سے کوئی اختیار لیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم پہلے کہتے تھے کہ پورے ملک کے نظام کی ساری طاقت ایک اسلام آباد کے پاس ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد چار اور اسلام آباد بن گئے ہیں۔ جناب! یہ تو اٹھارویں ترمیم کی روح نہیں تھی۔ اٹھارویں ترمیم کی روح کے حساب سے ایک چیز جو زیر بحث نہیں آئی لیکن میں برسبیل تذکرہ کہتا چلوں کہ یہ بات پہلے آ رہی تھی اور بلاول صاحب کو بھی ہم نے Social Media پیغام پر دیکھا کہ National Finance Commission میں کوئی دس فیصد curtail کرنے کی بات ہوئی۔ یہ بھی ایک بحث طلب مسئلہ ہے اور ہونا چاہیے۔ یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں۔

مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ آیا آج بھی ہم وہ قرضے ادا کر رہے ہیں یا نہیں کہ جو اٹھارویں ترمیم سے پہلے لیے گئے تھے اور اگر ایسے قرض ہم ادا کر رہے ہیں تو کیا اُس کی ادائیگی میں بھی صوبوں کو contribution کرنا ہے۔ یہ تھا ایک سوال کیونکہ federal kitty کا تو ہمیں پتا

ہے۔ ہم جب اس بجٹ پر دیکھتے ہیں اور ہم اُن سے شکوہ بھی کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ ہماری salaried class پر، گھر میں بھائی سے لے کر بیگم تک ہمیں اس طرح دیکھتے ہیں کہ ہر سال یہ ٹیکس بڑھا دیتے ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ کیا کریں جی، آسان آپ لوگوں کی گردن ہے۔ Traders پر لگائیں گے تو ان کی تو انجمنیں ہیں۔ Salaried class کی کوئی نہیں ہے۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ جو بد معاشی نہیں کر سکتا اُس کی گردن دبائی جاتی ہے اور جناب! آپ کا قصور نہیں ہے، یہ آپ سے پہلے بھی ہوتا چلا آیا ہے۔

دوسری یہ بھی بات دیکھنے کی ضرورت ہے کہ بھارت نے حملہ کیا ہے لیکن war is an expensive business. آپ جو ہر میزائل داغ رہے تھے اور جس پہ ہمارا سر فخر سے بلند ہو رہا تھا and that as a necessary لیکن اس کے لیے آپ کو پیسے بھی تو چاہیں۔ وفاق نے اٹھارویں ترمیم کے بعد دفاع کو اپنے پاس رکھا لیکن آیا کیا صوبے کوئی، کیونکہ اگر مجھے یہ کوئی کہے کہ کوئی 1 percent یا پتہ نہیں کتنا کوئی ٹیکس additional war cess or what so ever is being proposed تو میں کہوں گا کہ رحم ظلِ الٰہی، جہاں پناہ رحم۔

کس قدر ہم یہاں تک جائیں گے لیکن کیا صوبے اس میں contribute کریں گے یا نہیں۔ جناب! جہاں بات یہ ہے کہ NFC میں بیالیس فیصد وفاق کے پاس رہ جاتا ہے اور باقی صوبوں کے پاس جا رہا ہے اور مجھے اپنے صوبے کا نمبر پتا ہے کہ سندھ ریونیو بورڈ جب بنا ہے تو جب پہلے 2009 تک وفاقی حکومت general sales tax and services جمع کرتی تھی اور collection charges رکھ کے صوبہ سندھ کو کوئی نو ارب ملے تھے۔ گیارہ ارب ملے تھے، thanks for correcting me. اس سال کوئی تین سو ارب کے لگ بھگ ہیں اور اس کے علاوہ بھی ہیں جیسے کہ property tax ہے جو نیچے نہیں گیا، infrastructure cess ہے and what so ever.

جناب! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چلیں اس بحث میں نہ بھی جائیں لیکن اٹھارویں ترمیم کے ساتھ ہی ایک Provincial Financial Commission بھی تو جوڑا تھا۔ میرا خیال ہے کہ 2007 کے بعد سے سندھ میں Provincial Finance Commission نہیں ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی یہی حال ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ صرف سندھ میں ہی ہے۔ سندھ میں

تو پھر مقامی حکومتیں موجود ہیں، باقی کئی صوبوں میں تو شاید ایسا نہیں ہے۔ اُس سے بھی زیادہ ابتر قسم کے قوانین آرہے ہیں جو کہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔

تو جناب! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ NFC کم نہیں کر رہے اور نہ کریں البتہ اُس کی ایک certain percentage Provincial Finance Commission کے لیے promise تو کروادیں۔ جیسے جی صوبے کو یہ ایک share ملتا ہے تو اُس میں سے یہ certain جائے گا۔ پہلے تو ہمیں octroi ضلع ٹیکس بھی سارے کا سارا وہ account 4 I believe ہوتا تھا اور اُس کے ذریعے وفاق دے دیتا تھا اور وہ آ جاتا تھا۔ اب ایک ہی account ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ میئر کراچی کی موجودگی سے یہ تو ہونا چاہیے کہ وہ چھتیس اڑ تیس ارب روپے اُس زمانے میں dues تھے، وہ مل گئے ہوں گے تو I got the reply. This is the issue کہ جی صوبائی حکومت کے زیر دست جو بھی ہوگا وہ بلدیاتی حکومت نہیں ہو گی، وہ بلدیاتی ادارہ ہوگا۔ بلدیاتی حکومت ہونی چاہیے۔ Article 140 یہ کہتا ہے کہ جو آئین میں موجود ہے، کہ ہر صوبائی حکومت ایسے مقامی حکومتوں کے انتخابات کروائے گی۔ اُس میں مقامی ادارے نہیں لکھا۔ Shall hold the elections of local governments اور پھر کیا transfer کرے گی، administrative, political and fiscal authority.

اب اپنے صوبے کا قانون میں نے دیکھا ہوا ہے، اُس کے preamble میں یہی بالکل چھاپ دیا ہے اور نیچے سارے کا سارا ایک طرف ہے۔ اچھا قانون بنانا صوبائی اسمبلی کا کام ہے، ہم بالکل اس بات کو مانتے ہیں۔ جی ٹھیک ہے، ہم صوبے کا subject قطعاً نہیں کہہ رہے کہ وفاق اپنے پاس لے لے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جس طرح وفاق نے آئین میں تین چیزیں لکھ دی ہیں، شہادت بھائی آپ کی توجہ اور شہادت چاہیے، گواہی والی، گواہی والی۔

(مداخلت)

جناب والا! آئین میں لکھا ہے کہ آپ نے سیاسی، انتظامی اور مالی اختیارات دے دینے ہیں تو اس کے کیا معنی ہوئے؟ یہ Federation کی کوئی dictation نہیں ہے، یہ آئین میں لکھا ہوا ہے، according to the spirit of the Constitution, اب اگر صوبائی اسمبلیاں جانے انجانے میں، سمجھ میں یا نہ سمجھی میں اپنی قانون سازی میں اسے reflect نہیں

کر تیں تو آئین میں اس کی مزید وضاحت کر دی جائے، .that's what we want ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ کسی بھی صوبائی اسمبلی سے اس کا اختیار واپس لیں، ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو وہ subjectsمزید clarify کر دیں۔ ہم نے2022 میں جسٹس گلزار کی عدالت میں یہ مقدمہ بھی جیتا جس میں انہوں نے بتایا کہ یہ subjects ہونے چاہییں۔ جناب والا! میں اختلافی باتوں سے اس لیے گریز کر رہا ہوں کہ میری بہت خواہش ہے، اس کمیٹی کی report میں بھی یہ کہا گیا، کمیٹی meeting میں بھی کہا گیا کہ 27th Amendment سے پہلے ہم نے یہ مقدمہ پیش کیا تھا، یہ ابھی تک قائمہ کمیٹی کے پاس ہے،.dispose of نہیں ہوا، ہم تمام سیاسی جماعتوں کے پاس جائیں گے۔ مسلم لیگ (ن) کا میں پھر شکر گزار ہوں، مسلم لیگ (ق) کا، I believe ANP نے بھی اس کی support کی، BAP نے اور تمام جماعتوں نے، ہم سب جماعتوں کے پاس جائیں گے، اصل تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی کے پاس ہم اپنا مقدمہ لے کر جائیں گے کیونکہ یہ ہمارا مقدمہ نہیں ہے۔ اس وقت سندھ میں ہمارا تو کوئی ایک بھی چیئرمین اور میئر نہیں ہے، سب پیپلز پارٹی کے ہیں۔ دوسرے صوبوں میں جہاں elections نہیں ہوئے وہاں ایک الگ بات ہے۔ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ عام آدمی کو یہ بتائیں کہ trial and error Constitution میں ہوتا ہے، ,it is a dynamic document آپ چیزیں سیکھتے ہیں، سمجھ میں آتی ہیں پھر کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے ایک چیز کر لی، delivery نہیں ہو پائی تو بہتر ہے کہ اس میں مزید بہتری کر دی جائے۔

جناب والا! having said that میں اس معاملے پر بہت clear ہوں، مجھے اپنی تعداد کا پتا ہے، ہم اس وقت سینیٹ میں تین ہیں، قومی اسمبلی میں بائیس ہیں، اب یہی ممکن تھا اتنی عسرت میں، اتنی کسمپرسی میں، ہم یہ کر سکتے تھے، ہم نے یہ کیا ہے۔ ان ترامیم میں بعض باتیں ایسی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ 'یہاں کلام نہیں خاموشی عبادت ہے'۔ میں اس کلام سے گریز کروں گا، خاموش رہوں گا۔ میں ایک شعر سیاسی حوالے سے پڑھ رہا ہوں، کسی کو غیر سیاسی بھی لگے تو ٹھیک ہے، میں خاص کر پیپلز پارٹی کی طرف کہ؛

کہہ تو سکتا ہوں مگر مجبور کر سکتا نہیں
اختیار اپنی جگہ ہے بے بسی اپنی جگہ

ہم اپنی کوشش کرتے رہیں گے کہ عوامی بہتری کے لیے جو ہماری دانست میں، ہم عقل کُل نہیں ہیں، ہم جو proposals دیں، آپ ان میں اصلاح کر سکتے ہیں، اس کی بہتری کے لیے کوئی اور زاویے لا سکتے ہیں لیکن State of Pakistan is defined under Article 7 of the Constitution. اس میں واضح طور پر ہے کہ Federal Government, Provincial Government, Local Government and any other authority جو tax کو levy کر سکے۔ جب تک local government نہیں ہے، State کی completion نہیں ہے۔ آپ local government لائیں، لوگوں کی بہتری کے لیے لائیں۔ جو لوگ صوبائی دارالحکومت میں ہیں اور جو اس صوبے کے دور دراز مکین ہیں، ان کی بھی بہتری کے لیے کام کریں۔ وزیراعظم پاکستان کی 18th Amendment سے پہلے ملک بھر کے لوگوں کے لیے serve کرنے کی capacity تھی اور نہ آج کسی بھی وزیراعلیٰ کی چاہے وہ بہت dynamic ہو ان کی یہ capacity ہے، یہ نہ ان کا کام ہے اور نہ ان کی capacity ہے کہ وہ دوردراز علاقوں میں جائیں۔ ہم الیکشن میں لوگوں کو ان کے doorsteps پر مسائل کا حل دینے کے وعدے کرتے ہیں، جب ایوان میں موقع ملے تو انہیں پورا بھی کریں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: MNAs, Chief Minister Balochistan, Mayor of Karachi are in the Visitors's Gallery, we welcome all. Senator Khalida Ateeb Sahiba.

Senator Khalida Ateeb

سینیٹر خالدہ اطیب: شکریہ، جناب چیئرمین! ابھی میری پارٹی کے parliamentary leader فیصل علی سبزواری بھائی نے بہت گہرائی اور تفصیل کے ساتھ گفتگو کی۔ اصل میں یہ جو 27th Amendment آئی ہے، اس سے پہلے 26th Amendment میں ہم نے جو Bill پیش کیا تھا، اس وقت بھی اسے وہ اہمیت نہیں دی گئی تھی جبکہ وہ Bill صرف کراچی کے لیے نہیں تھا، وہ سندھ کے شہری علاقوں کے لیے نہیں تھا بلکہ وہ Local Government Amendment Bill 140A پاکستان کے تمام شہروں کے لیے تھا۔ میں نے ہی سینیٹ میں اسے introduce کروایا تھا اور Standing Committee on Law and

Justice میں اسے زیر بحث لایا گیا تھا، جسے فاروق نائیک صاحب Chair کر رہے تھے، تمام ممبران بھی اس بات پر متفق تھے کہ آپ کا Bill بہت اچھا ہے لیکن اس کے باوجود کیا مجبوریاں تھیں کہ اسے زیادہ دن زیر بحث نہیں لایا گیا اور اسے pend کر دیا گیا۔ یہ اب بھی وہاں موجود ہے، تارڑ صاحب اور شہباز شریف صاحب، وزیر اعظم پاکستان کے ہم شکر گزار ہیں انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم اس پر غور کریں گے اور اس میں جو چیزیں قابل عمل ہیں، ان کو زیر عمل لائیں گے۔

جناب چیئرمین! ایم کیو ایم پاکستان grassroots level پر لوگوں کو بااختیار بنانے کی بات کر رہی ہے، وہ کسی ایک جگہ کی بات نہیں کر رہی، وہ کسی ایک مقام، کسی ایک شہر، کسی ایک ضلع کی بات نہیں کر رہی بلکہ پورے پاکستان کے غریب لوگوں کو empower کرنا اور ان غریب لوگوں کو سہولیات ان کے گھروں تک پہنچانا، ایم کیو ایم اس چیز کو لے کر چل رہی ہے کیونکہ ہم middle class لوگ ہیں، ہم لوگوں کی ضروریات کو سمجھتے ہیں، ہم ان کی ترجیحات کو سمجھتے ہیں، ہمارا کام ہے کہ جنہوں نے ہمیں ووٹ دیے ہیں کہ ہم انہیں تمام سہولیات باہم پہنچائیں۔ 18th Amendment کے تحت تمام اختیارات و وسائل devolve ہوئے تو صوبوں کا یہ فرض تھا کہ وہ انہیں local bodies تک پہنچاتیں کیونکہ اختیارات کو نچلی سطح تک پہنچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم مرکز سے صوبوں اور صوبوں سے local government تک اختیارات پہنچائیں لیکن ایسا نہیں ہوا اور وسائل نہیں پہنچائے گئے۔ جب تک وسائل نہیں ہوتے اس وقت تک کام بھی نہیں ہوتے، یہی وجہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے گھر کے قریب کوئی کام کروانا چاہتا ہے تو اسے اپنی یونین کونسل کے چیئرمین کے پاس جانا پڑتا ہے جو اس کی range میں ہوتا ہے، جو اس کے مسائل سے آگاہ ہوتا ہے۔ یہاں میئر کراچی مرتضیٰ وہاب صاحب موجود ہیں، وہ ان تمام مسائل سے، ان تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں اور بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ کراچی کس کرب سے گزر رہا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، گٹر ابل رہے ہیں، کراچی شہر بنیادی سہولیات سے محروم ہے جو 65 to 70% revenue مرکز کو دیتا ہے اور 97% revenue صوبائی حکومت کو دیتا ہے۔ جناب والا! اس وقت یہ سب کچھ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر 27th Amendment کے بعد بھی اسے مزید pending کیا گیا تو ہم یہ ان لوگوں کے ساتھ ظلم کریں گے جنہوں نے ووٹ دیے، جنہوں نے اپنے نمائندوں کو اسمبلیوں میں بھیجا، جو پرامید تھے کہ ہمارے مسائل اب وہاں discuss ہوں

گے اور ان مسائل پر توجہ دی جائے گی۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ 27th Amendment میں اس کو اگر شامل نہیں بھی کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ چونکہ یہ already Law and Justice Committee میں pending ہے، اس لیے یہ وہاں discuss ہوگا۔ میری اس کمیٹی سے بھی اور کمیٹی ممبران سے بھی گزارش ہے کہ جب تمام لوگ اس پر متفق ہیں کہ اس میں تمام وہ چیزیں شامل ہیں جو نچلی سطح پر اختیارات کی منتقلی کی بات کر رہے ہیں۔ اس لیے اسے جلد از جلد حل کیا جائے تاکہ عام لوگ مطمئن ہو سکیں۔

جناب والا! میں اپنی بات کا اختتام اس شعر پر کروں گی کہ؛

اب تیرگی میں روشنی در آنا چاہیے
شب ہو گئی تمام سحر آنا چاہیے
ہم جس کے خواب دیکھتے ہیں رات رات بھر
آتی نہیں وہ صبح مگر آنا چاہیے

شکریہ۔ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: I welcome MNA Sharmila Faruqui and other Members of the National Assembly, who are sitting in the Gallery, we welcome all.

جناب چیئرمین: سینیٹر روبینہ خالد صاحبہ۔

Senator Rubina Khalid

سینیٹر روبینہ خالد: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اس amendment کے حوالے سے یہاں پر کافی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ پچھلے چند دنوں سے میں نے محسوس کیا ہے کہ سب سے زیادہ criticism ہوا ہے وہ ہماری پارٹی جو میری پہچان ہے پاکستان پیپلز پارٹی پر کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں کچھ clarifications نہیں کہوں گی، کچھ ان کی information کے لیے کہ شاید مطالعہ اگر تاریخ کا کر لیا جائے تو بہت سے حقائق ان کے سامنے آئیں گے۔ ان حقائق میں یہ حقائق بھی ہے کہ ہے پاکستان پیپلز پارٹی اس آئین کی خالق ہے۔ اس کی بنیاد ہمارے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے رکھی جب وہ Prime Minister of Pakistan تھے۔ اُس وقت جب ملک ایک بڑے سانحے سے دوچار ہوا تھا جب East Pakistan کے بعد یہ آئین آیا۔ یہ آئین بھی ایک

ارتقائی عمل ہے۔ ایک evolutionary process ہے۔ اس میں وقتاً فوقتاً amendments کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کو اس طرح سے لینا کہ شاید amendment کرنا کوئی بہت بڑا غلط کام ہونے جارہا ہے اگر یہ impression ہے تو غلط ہے۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو جو خالق آئین میں ان کو کہوں گی کہ اُن کی پھانسی Judicial murder جو کہ چار اپریل 1979 کا دن تھا ہم سب کو یاد ہے۔ ہماری یادداشتوں میں یہ لکھا ہوا ہے اور انصاف ہمیں جا کر ملا کب چھ مارچ 2024 کو۔ ایک لمبا سفر تھا صبر کے امتحان کا لیکن ہم نے صبر کیا۔ جب صبر سے کام لیا کیونکہ جہاں ملکی سالمیت آ جائے یا ملک کے مفادات آ جائیں جہاں ملک کی بقاء کے سوالات آ جائیں تو پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ قربانی دے گی، جو بھی حکومت اس وقت پر ہو گی اور جو حکومت پاکستان کی پاسبانی کرے گی پاکستان پیپلز پارٹی اس کے ساتھ کھڑی رہے گی۔ کیونکہ پاکستان ہے تو ہم سب ہیں۔ ہم وقتی طور پر بھول جاتے ہیں کہ پاکستان ہم سب کی پہچان ہے۔ اس کی بقا کے لیے، اس کی بہتری کے لیے کوئی بھی قربانی جو ہم سے مانگی جائے گی ہم وہ دیں گے۔

میرا آپ سب سے جو اپوزیشن کے لوگ ہیں اُن سے request ہے کہ مہربانی کر کے پاکستان کے مفاد کی بات کریں۔ شخصیت پرستی اپنی جگہ پر ہے۔ آپ کو اپنے لیڈر بہت عزیز ہیں۔ ہمیں بھی اپنے لیڈر عزیز ہیں لیکن جہاں پاکستان کی بات آتی ہے، وہاں پر ہم ایک زبان ہو کر ایک consensus سے بات کرنی ہے۔ یہاں پر Judicial Reforms کی بات ہے وہ بہت ضروری ہیں۔ ہم سب نے بھگتا ہے اور اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے۔ Judicial activism ایک زمانے میں سب نے دیکھا کہ ہم سب اس کے شکار ہوئے۔ اب اس کا سدِباب ہونے جارہا ہے۔ وہ جو *Suo Motu* notices لیے جاتے تھے بغیر کسی وجہ کے بغیر کسی reason کے وہ ختم ہونے جارہے ہیں۔ ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ جو اچھی چیزیں اس کو appreciate کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی چیزیں ہوں جو آپ کو پسند نہ ہوں لیکن یہ کوئی صحیفہ آسمانی نہیں ہے۔ وقت کے ساتھ جب محسوس کیا جائے کہ شاید چیزیں ٹھیک نہیں ہوئی اُس کو بہتری کی طرف لے جایا جا سکتا ہے۔ لیکن مخالفت برائے مخالفت کرنا کوئی اچھا عمل نہیں ہے۔ میں اس وقت ماحول کو خراب بھی

نہیں کرنا چاہتی چونکہ ہم ایک اچھاکام کرنے چل رہے ہیں۔ اس وقت لوگوں کے بھی مسائل ہیں، عوام کے بھی مسائل ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک سال کے وقفے کے بعد یہاں پر جب آئی تو میں نے دیکھاکہ عوام کے مسائل کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ہمارے بڑے بڑے مسئلے ہیں جو ہماری غریب عوام پس رہی ہے خاص کر میرے صوبے میں جو حالات ہیں اسی لیے میں اس طرف آنا نہیں چاہ رہی تھی۔ وہاں اُس کی بات آج تک ہوئی نہیں۔ ابھی جو گزشتہ سیلاب آئے ہیں سب سے بُرا حال جو تھا وہ خیبر پختونخوا کا تھا۔ میں نے نہیں سنا کہ یہاں پر کسی نے بات کی ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا میں نے خود جا کر دیکھاکہ شانگلہ، سوات، صوابی ان کافی علاقوں میں جو تباہی ہوئی ہے unprecedented تباہی تھی۔ I cannot hear جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: آپ Constitutional amendment کی بات کر رہی تھی۔

سینیٹر روبینہ خالد: جی، جناب چیئرمین! میں Constitutional amendment کی ہی بات کر رہی ہوں۔ اُس سے جڑی ہوئی کچھ باتیں ہیں جو سامنے آجاتی ہیں تو Constitutional amendment we welcome them خاص کر جو judicial reforms ہیں ہم اس کو ویلکم کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! سب سے بڑی بات ایک اور چیز ہے اگر آپ کو یاد ہو ابھی جو CPA conference میں آپ گئے تھے ہمارے delegation کو lead کر رہے تھے وہاں کی Prime Minister نے ایک بات کی ہمیں اس کی طرف بھی جانا چاہیے وہ ہے the rights of the state وہ amendment بھی لے کر آنی چاہیے کہ always you are talking about rights of the people, the rights of the citizens, but rights, you know duties go hand and hand چیئرمین صاحب اگر شہریوں کے حقوق ہیں تو ریاست کے بھی حقوق ہیں۔ ہم تو ہر چیز ریاست سے مانگتے ہیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ education and health یہ ساری چیزیں میرا حق ہے اور ہے لیکن واپسی میں ہم ریاست کو کیا دیتے ہیں؟ ہمیں اس کا analysis بھی کرنا چاہیے۔ اس پر بھی ہمیں کام کرنا چاہیے کہ لوگوں کو بتائیں کہ ان کی کچھ duties بھی ہیں اگر ان کے حقوق ہیں تو ان کی

duties بھی ہیں۔ ریاست ہماری ماں کی جیسی ہے، بالکل اس کو ماں کی طرح treat کریں جو ہم اپنے حق مانگ رہے ہیں ساتھ ساتھ اپنے فرائض کا خیال کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا عطاالرحمٰن صاحب۔ وہ میں کرتا ہوں تاکہ کوئی رہ نہ جائے کیونکہ مولانا عطاالرحمٰن صاحب کو سُننا بہت ضروری ہے۔

Senator Atta-ur-Rehman

سینیٹر عطاءالرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موقع پر مجھے بھی لب کشائی کا موقع عنایت کیا ہے۔ آج کا یہ اجلاس انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس اجلاس میں ہم ایک مرتبہ پھر آئینی ترمیم کی طرف جارہے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہم ایک آزاد ملک ہیں اور یہ ملک سن 1947 میں آزاد ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے خیال میں قائدِاعظم محمد علی جناح نے اُس وقت فرمایا تھا کہ اب اس ملک میں نہ کوئی ہندو ہے، نہ سکھ، نہ یہودی، نہ عیسائی ہم سب پاکستانی ہیں۔ اس سوچ اور اس فکر کے ہم لوگوں نے دیکھا کہ وہی آزاد ملک برطانیہ کے یہاں سے جانے کے باوجود اس قوم پر مسلط رہے، بین الاقوامی قوتوں نے ہمارے آزاد ملک کو اپنی آماجگاہ بنایا۔ یہ ضرور تھا کہ یورپ کے بعد جب دنیا میں دو قوتیں امریکہ اور روس آمنے سامنے ہوئیں تو ہمیں بھی کچھ سانس لینے کا وقت ملا اور ہم نے اس ملک کو اس وقت 1973 کا آئین دیا لیکن روس سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے اپنی فوجیں افغانستان میں اتار دیں تو امریکہ نے پوری دنیا کے ساتھ مل کر روس کو شکست سے دوچار کیا اور اسے دریائے آمو سے پیچھے دھکیل دیا۔ امریکہ کا دنیا میں super power بننا اور یہ کہنا کہ دنیا میں میری مرضی کی حکومت ہو گی۔

افغانستان کے لیے جو غلطی روس نے کی تھی وہی غلطی امریکہ نے دہرائی اور اس کا یہ خیال تھا چونکہ وہ زخمی اور معذور ہے تو میں افغانستان کو اپنے زیر تسلط لے آؤں گا لیکن وہی غلطی جب امریکہ نے کی تو امریکہ کو بھی وہاں کے مسلمانوں نے وہ سبق سکھایا کہ آج بھی امریکہ اپنے زخم چاٹ رہا ہے اور اس کو بھی منہ کی کھانی پڑی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اس عرصہ میں اپنے آئین کا تحفظ کرتے، اپنی پارلیمنٹ کو مضبوط کرتے اور اپنی پارلیمنٹ میں ہم اپنی مرضی سے فیصلے کرتے لیکن بدقسمتی سے ہم آج بھی اپنے فیصلے خود کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ آج بھی ہماری

Establishment, آج بھی ہمارا ملٹری کا ادارہ، وہ بظاہر تو یہ کہتا ہے کہ ہم سیاست نہیں کرنا چاہتے اور ہم سیاست میں نہیں ہیں لیکن یہاں آئے روز جو بھی فیصلے ہوتے ہیں جب تک GHQ سے اس کی منظوری نہیں آتی، جب تک ہمارے جرنیل اس کے لیے ہاں نہیں کرتے، ہم پارلیمنٹ میں بھی وہ فیصلے نہیں کر پاتے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ یہ پارلیمنٹ بااختیار ادارہ ہے یا ہماری Military Establishment?

اگر پارلیمنٹ بااختیار ہے تو پھر میں حیران ہوں کہ آنے والی ستائیسویں ترمیم کا مسودہ نہ پارلیمنٹ کے سامنے لایا جارہا تھا، نہ ہمیں بتایا جارہا تھا، نہ کسی دوسری سیاسی قیادت کو بتایا جارہا تھا، چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر عام بحث ہوتی، سیاسی قائدین کو بٹھایا جاتا، ان کے ساتھ مشورہ کیا جاتا اور اس کے بعد پارلیمنٹ میں اس پر عام بحث ہوتی تو ہم سمجھتے کہ واقعی پارلیمنٹ بااختیار ہے اور پارلیمنٹ اپنے تئیں اس میں ترامیم کرتی یا اس مسودے کو قبول کرتی یا نامنظور کرتی پھر تو ہم سمجھتے کہ واقعی پارلیمنٹ بااختیار ہے لیکن بدقسمتی سے ہم آج جہاں جس پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں ہم بھی بااختیار نہیں ہیں۔ ہمارے فیصلے پہلے ہوتے ہیں، بعد میں پارلیمنٹ میں لایا جاتا ہے لہٰذا آج کے اس موجودہ اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے واضح طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس ستائیسویں ترمیم میں کسی قسم کے شریک نہیں ہیں۔ ہم اس مسودے کو مسترد کرتے ہیں، الف سے لے کر 'ے' تک مسترد کرتے ہیں، کسی بھی صورت ہم ان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں ہیں۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ایمل صاحب آپ کا کوئی point of order ہے؟

(مداخلت)

Mr. Chairman: I am given the floor to Aimal Wali.

Senator Aimal Wali Khan

سینیٹر ایمل ولی خان: شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ محترم جناب چیئرمین! معزز اراکین ایوان، آج میں اس ایوان میں ایک بھاری دل اور پر عزم یقین کے ساتھ کھڑا ہوں۔ ہم ایک ایسے موقع پر ہیں جہاں فیصلہ صرف ایک ترمیم یا ایک شق کا نہیں ہے بلکہ آئین، وفاق اور جمہوریت کی سمت کا ہے۔ صوبائی خودمختاری، اٹھارویں آئینی ترمیم کا تحفظ اور NFC Award کے تحت صوبوں کے وسائل اور مالی حقوق کی حفاظت یہ ہمارے لیے محض سیاسی نعرے نہیں بلکہ قوم کے آئینی حق، انصاف اور وفاقی توازن کی بنیاد ہے۔

جناب والا! میں آج اس ایوان میں موجود ان تمام جماعتوں سے خاص طور پر ان جماعتوں سے جو اکثریت میں ہیں، تھے یا رہیں گے اور اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہیں، بیٹھتے تھے یا رہیں گے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ لوگ آئین کو کس سمت لے جارہے ہیں۔ کیا چند وقتی ترامیم اور وقتی مفاد کے نام پر ہم اس مقدس دستاویز کو اس کی روح سے خالی کر رہے ہیں۔ کیا ہم وفاق کو مضبوط کرنے کی بجائے ایک مرکز میں طاقت سمیٹنے کی ایک روش اختیار کر رہے ہیں۔ یہ سوالات محض سیاسی نہیں، بلکہ آئینی، اخلاقی اور تاریخی ہیں کیونکہ جو راستہ آج چنا جارہا ہے وہ آنے والی نسلوں کے وفاقی رشتوں کو متاثر کرے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے لیکن اگر یہ اکثریت جعلی تھی اور جعلی ہے، جعلی تھی، RTS والی بھی جعلی تھی اور 45 والی بھی جعلی ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ لوگ اس مرتبہ جعلی کے ساتھ نہیں کھڑے ہوں گے۔

I wish کہ ڈاکٹر، ڈاکٹر کی طرح پیش آتے قسم سے، لیکن جس کو سیٹ ہی بال لگانے پر ملی ہو وہ ایسی ہی باتیں کریں گے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں، آپ کی پوری سیٹ صرف بال لگانے والی ہے۔ الحمدللہ، ولی خان کے گھر، اسفندیار ولی خان کے گھر، ایک نظریے میں، لال ٹوپی میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں مریں گے۔ جناب براہ مہربانی، انہیں ذرا روکیں، انہیں تو عقل نہیں ہے لیکن اگر آپ تھوڑا سکھا دیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ مگر اگر یہی اکثریت آئین کی بنیاد کمزور کرنے لگے، تو پھر نہ حکومت سلامت رہتی ہے، نہ جمہوریت۔ اسی لیے ہماری آج کی گفتگو الزام نہیں، بلکہ آئین، عوام اور وفاق کے لیے ایک انتباہ ہے۔ جناب چیئرمین! ہم نے ماضی میں بھی بڑے اور مشکل فیصلے کیے ہیں۔ فوجی عدالتوں کے وقت ہم نے کڑوا گھونٹ پیا، اس امید سے کہ دہشت گردی کی لعنت ختم ہو گی۔ مگر افسوس آج بھی ہمارے گاؤں میں، ہمارے شہر میں اور ہمارے پہاڑوں میں دہشت گردی کے عفریت سے محفوظ نہیں۔ وہ دہشت گرد بھی کھلے گھوم رہے ہیں اور ان دہشت گردوں کو لانے والے بھی کھلے گھوم رہے ہیں بلکہ ایوانوں میں مزے کر رہے ہیں۔ آج بھی ہم سیاسی اور ذاتی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں مگر ایک فرق کے ساتھ یہ ووٹ ہم کسی شخص یا جماعت کے لیے نہیں دے رہے بلکہ اپنے صوبے پختونخوا کے 5 کروڑ عوام کے حقوق، وسائل اور اختیارات کے تحفظ کے لیے دے رہے ہیں۔ شاید اس کی سیاسی قیمت ہم ادا کریں مگر صوبے کے وسائل، خودمختاری اور

مالی حقوق پر کبھی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ ہم نے ہمیشہ ذاتی مفاد کو قومی مفاد کے تابع رکھا ہے اور آئندہ بھی رکھیں گے۔

جنابِ والا! گزشتہ 12 برسوں میں مسلم لیگ (ن) اور تحریکِ انصاف کی حکومتوں نے اس ملک کے آئین، جمہوریت اور سویلین بالادستی کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اب افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری پیپلز پارٹی کے بھائی بھی اس ٹرین میں سوار ہو گئے ہیں لیکن یاد رکھیں، جس دن خلقِ خدا ایک فیصلہ کن مگر پُرامن جمہوری جدوجہد کے لیے کمر باندھ لے، اس دن شاید کوئی ترمیم، کوئی شک اور کوئی قانون بھی اس کے عزم کو روک نہیں سکے گا۔

عوام نے ہمیشہ تاریخ کا فیصلہ کیا ہے اور وہ آئندہ بھی کریں گے۔ آئین کی حفاظت کے لیے، جمہوریت کے استحکام کے لیے اور اپنے حقِ خود اختیاری کے لیے۔ گزشتہ 12 برسوں میں تین بڑی جماعتوں نے جمہوری اداروں، آئینی توازن اور وفاقی اصولوں کے ساتھ جو کھیل کھیلا ہے وہ قوم دیکھ رہی ہے۔ یہ کھیل اب عوامی صبر کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ پاکستان کے عوام ان تینوں جماعتوں سے ضرور جواب لیں گے، مگر وہ جواب جمہوری، آئینی اور پُرامن جدوجہد کے ذریعے لیں گے۔ ہماری نیت نہ مخالفت کی ہے اور نہ سازش کی بلکہ حفاظتِ آئین، حفاظتِ وفاق اور حفاظتِ عوام کی ہے۔ آئین اس ملک کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ اسے کسی وقتی سیاسی مصلحت یا ذاتی اقتدار کے لیے قربان نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس ایوان کے ذریعے وفاقی حکومت، پارلیمانی اکثریت اور تمام سیاسی قیادت سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ ایسی ترمیم سے اجتناب کیا جائے جو آئین کے بنیادی ڈھانچے، اختیارات کے توازن اور عوامی مفادات کو کمزور کرتی ہے۔

اور آخر میں میں ایک اہم وضاحت ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ ہم اس بل کے حق میں ووٹ دے رہے ہیں صرف اور صرف اس لیے کہ حکومت نے ہمارے وہ مطالبات تسلیم کیے ہیں جن کے تحت صوبائی خود مختاری، 18 ویں آئینی ترمیم اور NFC Award سے متعلق خطرناک ترامیم کو نکال دیا گیا ہے۔ یہی ہماری خواہش تھی، یہی ہماری شرط تھی اور اب ہم اپنے وعدے کی تکمیل کر رہے ہیں۔ یہ ووٹ اصولی ہے، آئینی ہے اور وفاق کے تحفظ کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اسحاق ڈار صاحب۔

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدِ ایوان): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ نے magnanimously کے ساتھ ہر ایک کو موقع دیا اور لیڈر آف دی اپوزیشن جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو بھی یعنی علامہ صاحب کو بھی آپ نے موقع دیا بلکہ ہم نے شروع وہاں سے کروائی ہے اور وعدے کے مطابق سب کو پورا موقع دیا۔ ابھی آپ دیکھیں کہ کیا وقت ہو گیا ہے۔ ابھی ہم وہاں تک پہنچے جہاں تمام ساتھیوں نے اپنے کھلے دل سے اظہار کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب process شروع ہونا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: اعظم نذیر تاڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister of Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون و انصاف): جناب چیئرمین! میں ایک دو وضاحتیں ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ نے Joint Standing Committee notify کی وہ آپ کا بڑا احسن قدم تھا۔ میں کمیٹی کے تمام ممبران کا شکر گزار ہوں۔ کمیٹی کے چیئرمین سینیٹر فاروق نائیک صاحب کا، Co-Chairman, MNA بشیر ورک صاحب کا اور تمام اراکین سینیٹ و قومی اسمبلی کا اور وہ پارلیمانی لیڈران سینیٹر منظور کاکڑ صاحب، سینیٹر کامل علی آغا صاحب، سینیٹر ایمل ولی خان صاحب اور سینیٹر انوار الحق کاکڑ صاحب جنہوں نے ہمیں support فراہم کی۔ خاص طور پر سینیٹر فیصل سبزواری صاحب کا جنہوں نے input بھی پیش کی۔ تمام جماعتوں نے دو روز مکمل یکسوئی کے ساتھ clause- by- clause reading کی۔ میں ایک وضاحت پیش کرتا چلوں کہ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ یہ پانچ بنیادی چیزوں کے ارد گرد گھومتی ہے۔ اب وہ سب کے نوٹس میں ہے لیکن کیونکہ ہم ایک نئی entity بنانے جا رہے ہیں۔ ایک نیا ادارہ قائم کرنے جا رہے ہیں جو کہ long awaited تھا۔ 2006 کے Charter of Democracy کا یہ ایک بنیادی نکتہ تھا کہ ملک میں وفاقی آئینی عدالت بنائی جائے گی۔ تو اس حوالے سے جو consequential amendments ہیں یعنی جہاں پر اس کا نام reflect ہونا ہے۔ سپریم کورٹ کے ساتھ substitute ہونا ہے۔ جناب چیئرمین! وہ 50 کے قریب ہیں۔ تو یہ جو شقوں میں کچھ اضافہ نظر آتا ہے وہ زیادہ شقیں consequential ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم نے ان میں بھی یہ احتیاط کی ہے کہ دونوں عدالتیں متوازی نظام کے تحت چلیں گی۔ جو چیف جسٹس original

Judges appointment والے کمیشن کو seniority میں senior ہوں گے وہی اور Supreme Judicial Council جو کہ مواخذہ کرتا ہے اس کو Chair کریں گے۔ جو دیگر ادارے ہیں ان کی تقسیم بھی اسی طرح کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! جب یہ parleys شروع ہوئے تو MQM کے ساتھیوں نے مقامی حکومت کے حوالے سے، عوامی نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر ایمل ولی خان نے صوبہ خیبر پختونخوا کے نام کے حوالے سے، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر کامل علی آغا صاحب نے Schedule میں ترمیم کرکے کہا کہ تعلیم اور صحت میں جو International Research Development کی چیزیں ہیں ان کا ذکر کر دیا جائے کہ ان کے بارے میں وفاق پالیسی سازی کرے گا۔ بلوچستان عوامی پارٹی کے جناب منظور کاکڑ صاحب اور خالد مگسی صاحب نے کہا کہ بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کی سیٹوں میں اضافے کے بارے میں بات کی جائے۔ سینیٹر قادر صاحب نے اور سینیٹر دنیش کمار صاحب نے اپنی اپنی تجاویز دیں۔ سینیٹر دنیش کمار صاحب کا کہنا تھا کہ کابینہ میں کم از کم ایک اقلیتی رکن کو شامل کیا جانا چاہیے۔ ساری جگہوں پر practically ہیں لیکن اس کا حصہ بنانا چاہتے تھے۔ Broader consensus کے لیے وزیر اعظم صاحب کی ہدایت پر Leader of the House اور پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر نے کہا کہ ہم اس پر larger مشاورت بھی کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ongoing process ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس میں مزید مشاورت کرکے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ایک اچھی خبر سارے دوستوں کو دیں گے۔ ہمارا جو سٹاف تھا میڈم ربیعہ انور صاحبہ جو سینیٹ کی Standing Committee for Law کی سیکرٹری ہیں، قومی اسمبلی سے ایڈیشنل سیکرٹری جناب مشتاق صاحب، Secretary of the Committee Tahir Farooq کا بھی خاص طور پر اور اپنی Ministry of Law and Justice میں جو میرے ساتھ راجہ نعیم صاحب، خشی الرحمان صاحب اور جام اسلم صاحب شامل حال رہے، ان کا خاص طور پر شکریہ ادا کروں گا کہ اس بل کو کمیٹی کی recommendations کی روشنی میں، اس کی ساری نوک پلک درست کرنی تھی، ایک دو جگہ پر ابھی بھی میں دیکھ رہا تھا typos ہیں، وہ 116 کے تحت ایوان کا اور آپ کا اختیار ہے لیکن جہاں پر point out ہونی ہوئی، میں کر دوں گا۔ It is a long process. With

اگرآپ حکم the permission of the Chair, may I move the item?
دیں۔

(At this stage, members belonging to PTI started protest in front of the Chair)

Mr. Chairman: Yes, please. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice may move Order No.43.

<u>Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules</u>

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman, with your permission, I hereby move under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of sub-rule (2) of Rule 99 of the said Rules be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Please move Order No.44.

<u>Consideration and Passage of [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025]</u>

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025], as reported by Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Azam Nazeer Tarar sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں نے یہ motion move کر دیا ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اس کے جو salient features ہیں، وہ یہاں پر متواتر تین دن debate ہوئے ہیں، اب یہ بحث اور احتجاج غیر ضروری ہے۔ انہیں بولنے کا پورا موقع دیا گیا۔

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Clause 2, there is no amendment in Clause 2. The question is that Clause 2 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 2 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 2 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. 64 members have voted in favour of Clause 2 and 02 members are against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 2 stands part of the Bill.

We may now take up Clause 3. There is no amendment in Clause 3. The question is that Clause 3 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 3 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 3 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. 64 members have voted in favour of Clause 3 and only one member is against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 3, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 4. There is no amendment in Clause 4. The question is that Clause 4 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 4 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members who are against Clause 4 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 4 and none against it. So the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 4, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 5. There is no amendment in Clause 5. The question is that Clause 5 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 5 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members who are against Clause 5 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 5 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 5, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 6. There is no amendment in Clause 6. The question is that Clause 6 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 6 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those Members who are against Clause 6, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 6 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 6, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 7. There is no amendment in Clause 7. The question is that Clause 7 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 7 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members who are against Clause 7, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 7 and none against it. So, the motion is carried

by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 7, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 8. There is no amendment in Clause 8. The question is that Clause 8 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 8 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members who are against Clause 8, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 8 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 8, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 9. There is no amendment in Clause 9. The question is that Clause 9 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 9 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members who are against Clause 9, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 9 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 9, therefore, stands part of the Bill.

Now, we take up Clause 10. There is no amendment in clause 10. The question is that Clause 10 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 10, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 10, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 10 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 10, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 11. There is no amendment in clause 11. The question is that Clause 11 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 11, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 11, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 11 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 11, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 12. There is no amendment in clause 12. The question is that Clause 12 do form part of the Bill? All

those members who are in favour of Clause 12, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 12, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 12 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 12, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 13. There is no amendment in clause 13. The question is that Clause 13 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 13, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 13, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 13 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 13, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 14. There is no amendment in clause 14. The question is that Clause 14 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 14, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 14, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 14 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 14, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 15. There is no amendment in clause 15. The question is that Clause 15 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 15, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

(At this stage, call for Maghrib prayers was heard in the House)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 15, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 15 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 15, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 16. There is no amendment in clause 16. The question is that Clause 16 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 16, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 16, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 16 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 16, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 17. There is no amendment in clause 17. The question is that Clause 17 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 17, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 17, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 17 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 17, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 18. There is no amendment in clause 18. The question is that Clause 18 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 18, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 18, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 18 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 18, therefore, stands part of the Bill unanimously.

Clause 19. There is no amendment in clause 19. The question is that Clause 19 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 19, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 19, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 19 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 19, therefore, stands part of the Bill unanimously. Clause 20. There is no amendment in clause 20. The question is that Clause 20 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 20, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 20, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 20 and none against it, so the motion is carried

by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 20, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 21. There is no amendment in clause 21. The question is that Clause 21 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 21, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 21, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 21 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 21, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 22. There is no amendment in clause 22. Yes Law Minister.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس Clause 22 میں جناب! 175F کے اندر Sub-Clause 2 میں word Federal Constitutional Court starting with small ‘f’ may be read with the capital ‘F’. So, the word federal starts with capital ‘F’. نہیں، میں درستی کروارہا ہوں۔ جناب، ہونے دیں نا۔ correction ہے۔ دیکھیں جناب، یہ clarity ہے کہ جیسے میں نے Clause 3 میں کہہ دیا تھا اور اُس وقت شور بہت مچا ہوا تھا that word ‘court’ be added. تو اسی طرح یہ ساتھ ساتھ ہوتی جائے تاکہ کل کو کسی کو اعتراض نہ ہو۔

It should be very transparent.

Mr. Chairman: There is no amendment in Clause 22. The question is that Clause 22, as proposed by the

Law Minister, do form part of the Bill. All those members who are in favour of Clause 22 as amended may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 22, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 22 as amended and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 22, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 23. There is no amendment in clause 23. Yes, Law minister.

Senator Azam Nazeer Tarar: In clause 23, for the word 'substituted' at the end, the word 'inserted' shall be substituted. Word 'inserted'.

جناب، word 'substituted' کو ہم نے 'inserted' کے ساتھ تبدیل کیا ہے۔

Mr. Chairman: The question is that Clause 23, as proposed by the Law Minister, do form part of the Bill. All those members who are in favour of Clause 23 as amended may rise in their seats. Count be made. Ok, corrected. So, is there no need for voting? Ok.

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 23, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 23 as amended and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds

of the total membership of the House. Clause 23, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 24. There is no amendment in clause 24. The question is that Clause 24 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 24, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 24, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 24 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 24, therefore, forms part of the Bill unanimously. Two Third تو ہو گیا with unanimously. Two third unanimously and none opposed.

Clause 25. There is no amendment in clause 25. The question is that Clause 25 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 25, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 25, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 25 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 25, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 26. There is no amendment in clause 26. The question is that Clause 26 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 26, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 26, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 26 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 26, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 27. There is no amendment in clause 27. The question is that Clause 27 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 27, may rise in their seats. Count be made. Saleem bhai!

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 27, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 27 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 27, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 28. There is no amendment in clause 28. The question is that Clause 28 do form part of the Bill? All

those members who are in favour of Clause 28, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 28, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 28 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 28, therefore, forms part of the Bill unanimously. We, now, take up Clause 29. There is no amendment in Clause 29. The question is that Clause 29 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 29 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 29 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 29 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 29 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 30. There is no amendment in Clause 30. The question is that Clause 30 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 30 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 30 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 30 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 30 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 31. There is no amendment in Clause 31. The question is that Clause 31 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 31 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 31 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 31 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 31 stands part of the Bill. I want to correct my position; I should say 'unanimously' because they have already walked out.

We, now, take up Clause 32. There is no amendment in Clause 32. The question is that Clause 32 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 32 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 32 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 32 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 32 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 33. There is no amendment in Clause 33. The question is that Clause 33 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 33 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 33 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 33 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 33 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 34. There is no amendment in Clause 34. The question is that Clause 34 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 34 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 34 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 34 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 34 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 35. There is no amendment in Clause 35. The question is that Clause 35 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 35 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 35 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 35 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 35 stands part of the Bill.

I welcome the members sitting in the Gallery to the House. We, now, take up Clause 36. There is no amendment in Clause 36. The question is that Clause 36 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 36 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 36 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 36 and none against it. So, the motion is carried

by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 36 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 37. There is no amendment in Clause 37. The question is that Clause 37 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 37 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 37 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 37 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 37 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 38. There is no amendment in Clause 38. The question is that Clause 38 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 38 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 38 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 38 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 38 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 39. There is no amendment in Clause 39. The question is that Clause 39 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 39 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 39 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 39 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 39 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 40. There is no amendment in Clause 40. The question is that Clause 40 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 40 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 40 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 40 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 40 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 41. There is no amendment in Clause 41. The question is that Clause 41 do form part of the Bill? All those members who are in

favour of Clause 41 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 41 may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 41 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 41 stands part of the Bill.

We, now, take up Clause 42. There is an amendment in Clause 42. The question is that Clause 42 as amended do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 42 as amended may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 42 as amended may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 42 as amended and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 42 as amended stands part of the Bill.

Clause 43. There is no amendment in Clause 43. The question is that Clause 43 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 43, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 43, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 43 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 43, therefore, stands part of the Bill.

Clause 44. There is no amendment in Clause 44. The question is that Clause 44 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 44, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. Those against Clause 44, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 44 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 44, therefore, forms part of the Bill.

Clause 45. There is no amendment in Clause 45. The question is that Clause 45 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 45, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 45, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 45 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 45, therefore, stands part of the Bill.

Clause 46. There is no amendment in clause 46. The question is that Clause 46 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 46, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 46, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 46 as amended and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 46, therefore, stands part of the Bill.

Clause 47. There is no amendment in Clause 47. The question is that Clause 47 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 47, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 47, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 47 and none against it, so the motion is carried

by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 47, therefore, stands part the Bill.

Clause 48. There is no amendment in Clause 48. The question is that Clause 48 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 48, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 48, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 48 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 48, therefore, stands part the Bill.

There is an amendment in Clause 49 in the name of Senator Azam Nazir Tarar, Minister for Law & Justice. Please move the amendment.

Senator Azam Nazir Tarar: Sir, I wish to move an amendment in Clause 49 in Article 209A.

(The amendment was moved)

Mr. Chairman: I, now, put the amendment before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is adopted. The question is that Clause 49 as amended do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 49 as amended may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 49, as amended may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 49, as amended and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 49, as amended therefore, stands part the Bill.

Clause 50. There is no amendment in clause 50. The question is that Clause 50 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 50, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 50, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 50 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 50, therefore, stands part of the Bill.

Clause 51. There is no amendment in Clause 51. The question is that Clause 51 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 51, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Members may take their seats. All those members against Clause 51, may rise in their seats. Count be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 51 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 51, therefore, stands part of the Bill.

Clause 52. There is no amendment in Clause 52. The question is that Clause 52 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 52 may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 52 may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clauses 52 and none against it, so the motion is carried by votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 52, therefore, stands part of the Bill.

Clause 53. There is no amendment in clause 53. The question is that Clause 53 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 53, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 53, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 53 and none against it, so the motion is carried

by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 53, therefore, stands part of the Bill.

Clause 54. There is no amendment in Clause 54. The question is that Clause 54 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 54, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 54, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 54 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 54, therefore, stands part of the Bill.

Clause 55. There is no amendment in Clause 55. The question is that Clause 55 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 55, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Members may take their seats. All those members against Clause 55, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 55 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 55, therefore, stands part the Bill.

Clause 56. There is no amendment in Clause 56. The question is that Clause 56 do form part of the Bill? All those members in favour of Clause 56, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Members may take their seats. All those members who are against Clause 56, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 56 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 56, therefore, stands part the Bill.

Clause 57. There is no amendment in Clause 57. The question is that Clause 57 do form part of the Bill? All those members in favour of Clause 57, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Members may take their seats. All those members against Clause 57, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 57 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 57, therefore, stands part the Bill.

Clause 58. There is no amendment in Clause 58. The question is that Clause 58 do form part of the Bill? All

those members who are in favour of Clause 58, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Members may take their seats. All those members against Clause 58, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 58 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 58, therefore, stands part the Bill.

Clause 59. There is no amendment in Clause 59. The question is that Clause 59 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 59, may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Members may take their seats. All those members against Clause 59, may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of clause 59 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 59, therefore, stands part the Bill.

Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title, of the Bill.

The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill? All those members in the favour may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against it may rise in their seats. Count to be made.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 64 members have voted in favour of Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill, and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-third of the total membership of the House. Therefore, Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill, stands part of the Bill.

Order No. 45. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, please move Order No. 45.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025] be passed.

As per Rules, the decision on the motion will be by division. The procedure regarding voting by division is mentioned in Third Schedule of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012. As per procedure, the division bells will be rung for two minutes to enable the members not present in the Chamber to

return to their places. Immediately after the bells stop ringing, all entrance to the lobbies will be locked.

The Senate staff posted at each entrance will not allow any entry or exit through these entrances until the division is concluded. I will then put the motion before the House and the members who are in favour of the motion will move to the right and those against it will move to the left divide. Accordingly, as they wish to vote, members will then proceed to the AYEs and the NOEs lobby. There they will pass in single file before the tellers. On reaching the desk of the teller, each member will, in turn, call out the division number which has been allotted to him for this purpose.

The tellers will then mark off their number in division list simultaneously calling out the name of the member, in order to ensure that vote has been properly recorded. The member should not move off until he has clearly heard the teller thus call out his name. The division number allotted to each member has been communicated separately which is marked on the seat card of each member. When the voting process will be completed in the division lobbies, the teller will present divisions list to the Secretary, who will count the votes recorded thereon and then present the total of the Ayes and Noes to me.

I will then announce the result to the House. The division will not be at an end until the result is so announced. So the division bells be rung for two minutes to enable the members not present in the Chamber to return to their places.

(The bells were rung for two minutes)

Mr. Chairman: The Senate staff may lock all the entrances to the lobbies.

I will now put the motion before the House. The question is that the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-seventh Amendment) Bill, 2025] be passed. The members along with their division numbers may please move either to Ayes to my right or Noes to my left as they wish. Now everybody can move.

(At this moment the members proceeded to the respective galleries to vote)

Mr. Chairman: Voting has been completed and I request the Secretary to collect the record and count the votes. The results of the division has been received, therefore, all the entrances be unlocked. All members are requested to be seated.

(At this moment, the members returned to their respective seats)

Mr. Chairman: Please take your seats. I have to announce the results. I now announce the result of voting. Sixty four (64) members are in favour of the motion regarding passage of the Bill and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than 2/3rd of the total membership of the Senate and consequently, the Bill stands passed. Yes, Leader of the House.

<u>Senator Mohammad Ishaq Dar</u>

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے شکریہ اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایک historic bill تھا۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ میں اس کو unfinished agenda کہوں گا، Charter of Democracy میں 2006 میں یہ

پاکستان کی دو major political parties پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن)، میاں محمد نواز شریف، اس وقت کے سابق وزیر اعظم اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ، سابق وزیر اعظم، یہ Charter of Democracy یعنی میثاق جمہوریت sign کیا۔ کچھ ہفتوں میں، لندن میں ہی، تمام سیاسی جماعتوں نے، میں پہلے بھی clarify کر چکا ہوں جس میں PTI کے بانی عمران خان صاحب بھی شامل تھے، اسفند یار صاحب تھے، مولانا فضل الرحمان صاحب تھے، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب، اس وقت حاصل بزنجو تھے جو پارٹی کے head تھے، تمام جماعتوں نے sign کیا۔ یہ ایک unfinished agenda تھا۔

میثاقِ جمہوریت کی دو چیزیں رہ گئی تھیں، ایک truth and reconciliation commission اور دوسرا آئینی عدالت۔ اس حوالے سے یہ ایک انتہائی اہم بل تھا، اس کے اندر بھی جو اس کی وجوہات تھیں، 2006 میں بھی اور بیس سال کے بعد بھی کیونکہ اس میں کام تو شروع ہوا تھا 2002 میں تو تیئیس سالوں سے یہ feeling تھی کہ balance create کرنا چاہیے۔ دنیا کے کئی ممالک میں federal constitutional court ہے، اس کی طرز پر تاکہ constitutional appeals جو کہ بہت زیادہ time لے لیتی ہیں، ان کو وہاں لایا جائے۔

So, this amendment is important for separation of judiciary for the betterment and effective efficiency.

اس کے علاوہ اس میں جو دوسری ترمیم تھی، وہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو جو ایک کامیابی دی اور دنیا میں پاکستان کا سر فخر سے بلند ہوا، وہ اللہ کے فضل و کرم سے، الحمد للہ، اس میں قوم نے جن کو ہیرو تصور کیا اور جن کو پھر accordingly حکومت نے فیلڈ مارشل کا خطاب دیا، سید عاصم منیر صاحب کو، وہ خطاب پہلے ہمارے آئین میں نہیں تھا۔ By the way, regulations میں تھا اور ہے لیکن یہ آئین میں نہیں تھا اور صرف ان کے لیے نہیں بلکہ تینوں افواج کے لیے صرف 5 stars کی ایک ایک space کو آئین میں شامل کر دیا گیا۔ اس حوالے سے جو ترمیم ہوئی وہ Article 243 میں ہوئی۔ اسی طرح میں clear کر دوں کہ سپریم کورٹ کے موجودہ جج صاحبان کی seniority کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا اور اس بل کے حوالے سے protected ہے۔ کسی کی seniority میں change نہیں ہوگی۔ موجودہ چیف جسٹس آف پاکستان کی بھی seniority برقرار رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی ایک خوش آئند تبدیلی ہے۔ اس کے ساتھ

ساتھ آپ نے دیکھا کہ transfer of Judges کی ضرورت پڑتی ہے،اس میں changes کی گئیں اور ساتھ ساتھ جن consequential changes کی ضرورت تھی، 59 Clauses جن پر آج آپ نے clause by clause vote کروایا،بنیادی طور پر ان میں ایک بڑی تعداد consequential changes کی ہے۔ جو primary areas cover کیے گئے، جن کا میں نے ذکر کیا، اسی طرح جوڈیشل کمیشن آف پاکستان، جب آپ نے سپریم کورٹ اور ایک Federal Constitutional Court of Pakistan اس ترمیم کے ذریعے کھڑا کیا،ان دونوں Apex Courts کی composition میں بھی، normal appeal کا سپریم کورٹ اور دوسری طرف Constitutional appeals کا Federal Constitutional Court of Pakistan ہے۔ ان دونوں عدالتوں کے چیف جسٹس صاحبان اوران کے Puisne Judges کی مشاورت سے یہ تمام کی تمام تبدیلیاں اس ترمیم کے ذریعے لائی گئیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ اس کو welcome کرنا چاہیے۔ جناب! میں آپ کا، آپ کی ٹیم، وزیر قانون صاحب،اٹارنی جنرل صاحب، پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی مومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی، بلوچستان عوامی پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن)، آزاد اراکین، مسلم لیگ (ق) اور استحکام پاکستان پارٹی،ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے اس میں کوئی جلدی نہیں کی۔ آپ نے دیکھا کہ اس floor پر پہلے میں نے commit کیا۔ ابھی میڈیا نیوز سے جب discussion شروع ہوئی، اپوزیشن نے کی تو میں نے گزارش کی تھی کہ یہاں تو بہت intellectuals موجود ہیں، وکلا موجود ہیں، بڑی expertise موجود ہیں۔ میں حکومت کو مشورہ دوں گا کہ وہ بل کو پہلے سینیٹ میں لائیں۔ وہ بھی آئینی ترمیم لائی جائے۔ وعدے کے مطابق ہم پہلے سینیٹ میں لے کر آئے۔ پھر میں نے عرض کیا تھا کہ تمام ساتھیوں کو کھل کر اپنے اظہار خیال کا موقع دیا جائے گا، تقاریر ہوں گی۔ یہ نہیں کہ لائیں، پیش کریں اور ووٹنگ شروع ہو، اپنا وہ وعدہ بھی پورا کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا۔ میں وزیر قانون صاحب کے ذریعے درخواست کروں گا کہ اس کو قائمہ کمیٹی میں بھیجا جائے۔ کمیٹی نے بہت محنت کی، جس کے

سر براہ سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب تھے اور تمام ساتھی جو کمیٹی کے رکن تھے۔ یہ request تھی کہ آپ direction لیں۔ اسی floor پر بات ہوئی تھی کیونکہ یہ آئینی ترمیم ہے۔ اور یہ کہ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کو بھی سپیکر صاحب کے ذریعے invite کیا جائے، وہ بھی اس کا حصہ ہوں۔ یہ virtually دونوں ایوانوں کی کمیٹی تھی۔ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف اور قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف نے مل کر یہ ساری کی۔ اس میں بہت ساری ترامیم بھی آئیں اور ان ترامیم کو ہم نے دیکھا۔ Local Bodies کے حوالے سے 140A ترمیم تھی۔ نام کے حوالے سے عوامی نیشنل پارٹی کی ترمیم تھی حالانکہ اٹھارھویں ترمیم میں نام تبدیل ہو چکا ہے۔ NWFP خیبر پختونخوا بنا تھا۔ میرے بھتیجے ہیں، پتا نہیں کدھر چلے گئے ہیں، ایمل ولی خان کو میں نے explain کیا کہ اٹھارویں ترمیم کے دوران تین دن ان کے والد صاحب سے میری جو discussion ہوئی۔ دو thoughts تھیں، ایک کا تھا کہ خیبر یا ہزارہ ہونا چاہیے۔ ان کی طرف سے offer تھی کہ پختونخوا یا پختونستان رکھا جائے۔ تیسرے دن جا کر یہ فیصلہ ہوا کہ اے این پی کو کہا گیا کہ آپ ان دو ناموں میں سے ایک چن لیں۔ خیبر اور ہزارہ میں سے خیبر چنا گیا اور ہمیں یہ کہا گیا کہ آپ پختونخوا اور پختونستان میں سے ایک چن لیں۔ جناب! میں آپ کو ایک تاریخی background بتا رہا ہوں۔ پختونخوا یا پختونستان، تو خیبر اور پختونخوا، دونوں sides نے چنے۔ میں اس میں throughout شامل تھا۔ آخری تین دن اٹھارویں ترمیم کے تھے۔ کامل علی آغا صاحب اور کچھ لوگوں کو یاد ہوگا۔ یہ خیبر پختونخوا اس طرح ہوا۔ لیکن کوئی چیز حتمی نہیں ہوتی، یہ ایک evolution process ہے۔ انہوں نے اپنی پارٹی کی طرف سے ایک ترمیم دی لیکن کمیٹی نے یہ سوچا کہ اس کو آگے جا کر دیکھا جائے گا۔

اسی طرح MQM کے ساتھیوں نے Local Bodies کے حوالے سے strongly feel کیا کہ Local Bodies کو cover ملنا چاہیے اور اس حوالے سے آئینی ترمیم آنی چاہیے۔ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی اس پر ایک قرارداد منظور کر چکی ہے۔ اسی طرح ملک متحمل نہیں ہو سکتا جب تک ہم کوئی fiscal balance create نہیں کریں گے اور fiscal balance create کرنے کے لیے NFC جو دسمبر 2009 میں ہوا، میں اس کا حصہ تھا۔ اس وقت ہم حکومت میں تو نہیں تھے، آپ کو یاد ہوگا، آپ وزیر اعظم تھے۔ پھر آپ نے گوادر جا کر final

signing کی تھی۔ اس میں ,19% پہلے وفاقی حکومت divisible pool سے ایک Administrative Municipal رکھتی تھی Administration expense Charge. اس کو 5% reduce کرکے 4% وفاقی حکومت کا share وہاں کم ہو گیا۔ جو 42.5% چاروں صوبوں کو distribution کے لیے جاتا تھا، وہ 15% ,57.5 وہ ہو گیا۔ تو 19% کی adjustment کے بعد جو آج تک چل رہی ہے لیکن اب ظاہر ہے کہ افہام و تفہیم سے ہی یہ معاملات ہمیشہ طے ہوئے ہیں اور ان شاءاللہ ہوں گے۔ وہ ایک ایسی چیز تھی کہ اس کے لیے بھی ایک original attempt تھی کہ اس کو کچھ balance کیا جائے۔ اور Debt Servicing, جو اس ملک کا debt ہے، وہ صرف اسلام آباد پر تو نہیں لگا، وہ پورے ملک پر لگا ہے۔ دفاع ہے تو پورے ملک کا دفاع ہے۔ اس کے لیے ایک تھی لیکن اس کو بھی احترام کیا۔ جن پارٹیوں نے یہ مشورہ دیا کہ جی آپ اس کو آگے جا کر دیکھیں، ابھی اس کو شامل نہ کریں تو اس کو نکال دیا گیا۔

اسی طرح آبادی کے حوالے سے ایک سوچ تھی۔ بنگلہ دیش جب جدا ہوا تو اس کی آبادی ہم سے زیادہ تھی۔ آج over the time ہماری آبادی زیادہ ہو چکی ہے۔ It is a ticking bomb. جتنی ہماری growth ہوتی ہے اس سے زیادہ ہماری average population growth ہے۔ Obviously something has to be done اسلامی اصولوں کے اندر رہ کر اس کو کرنا چاہیے لیکن چونکہ یہ devolve ہوا، Concurrent List abolish ہوئی۔ اس کے بعد اس کی وجہ سے ہم نے دیکھا کہ اس پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ نہ صوبے توجہ دے رہے ہیں اور نہ وفاقی حکومت توجہ دے رہی ہے۔ PDM کی حکومت میں صدر اس کے انچارج تھے لیکن میں نے اس کی کوئی activity نہیں دیکھی۔ اس کے لیے کوشش تھی کہ کسی طریقے سے وفاقی حکومت کو اپنی ذمہ داری تمام صوبوں کو ملا کر لیں۔

اسی طرح ملک میں curriculum ہے۔ دیکھیں اگر آپ کی foundational education, higher education کو تو ہم نے بڑی مشکل سے اٹھارویں میں protect کر لیا۔ اس کو ہم Part 2 میں لے گئے۔ وہ Council of Common Interests کے تحت اب regulate ہوتی ہے۔ تمام صوبے اس میں موجود ہیں لیکن higher education کے ارد گرد جو primary یا secondary یا tertiary

education ہے،اس کے معاملات مختلف قسم کی standard پورے ملک میں ہے۔ اس کی original میں ایک تجویز تھی کہ سب بیٹھیں،وفاقی حکومت بھی بیٹھے،صوبے بھی بیٹھیں اور کوئی راستہ نکالیں۔ اس کے لیے بھی کہاگیا کہ اس کو آگے لے جائیں۔ تو افہام و تفہیم کے حوالے سے جس وقت پہلی مرتبہ یہاں پر بات ہوئی تھی اور جو میں نے عرض کیاتھا۔ ابھی یہ finality نہیں ہے،finality وہ ہوگی جب بل پیش کیاجائے۔ یہ تمام چیزیں اس میں موجود تھیں۔ حکومت کے اس initial draft میں NFC بھی تھا، population بھی تھی،curriculum بھی تھااور NFC کے حوالے سے,consequences یہ تمام چیزیں موجود تھیں لیکن افہام و تفہیم اور وزیراعظم نے،جہاں پر پیپلز پارٹی کے ساتھ extensive amusement ہوئی، انہوں نے اپنی Central Executive Committee میں اپنی تجاویز لے کرگئے۔ اس کے بعد وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے تمام سیاسی پارٹیوں کی leadership کے ساتھ علیٰحدہ علیٰحدہ میٹنگ کی۔ ان کو explain کیااور ان کو onboard کیا۔ میں سمجھتاہوں کہ اسی طرح ہم مل کر بہتری کی طرف جاسکتے ہیں۔ میں معذرت چاہتاہوں کہ میں BAP کو mention کرنا بھول گیا۔ ان کا ساتھ بھی ہےاور ہمیشہ رہاہے۔ صوبائی اسمبلی کی سیٹوں میں اضافے کی ایک چیز pending رہ گئی ہےاور انہوں نے بھی اپنابتایا۔ ہمارے دوست، بھائی دنیش کمار صاحب نے کہاکہ اس میں کم از کم ایک وزارت ہونی چاہیے۔ میں سمجھتاہوں کہ ایک بڑااچھا idea ہے۔ اس وقت وفاقی حکومت میں Ministry ہے،State Minister ہے۔ ان کی صوبائی سیٹیں،صرف یہ نہیں،,I must put on record ان کے وزیراعلیٰ صاحب نے مجھے engage کیا۔ سرفراز بگٹی صاحب نے ان کی بڑی خواہش تھی،انہوں نے کیا،منظور کاکڑ صاحب نے کیا،ان سب نے کیا،اور میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی موقع ملے، مل کر، جتنی جلدی ہو In any case ہمارے پاس time ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آج 65 seats، اگر ninety-five ہو تیں ہیں یا eighty ہوتیں ہیں، جتنی بھی ہو تیں ہیں تو آج وہ election نہیں ہوں گے،اگلے election 2029 میں ہوں گے۔ تو.time is on our side تو ہم نے مل کر یہ چیزیں میں نے جو flag کیں ہیں،جو کچھ خواہشات تھیں، کچھ حکومت نے initially چیزوں میں ڈالا تھا ,NFC population, curriculum وغیرہ by the way اگر آپ record اٹھائیں

گے،اٹھارویں ترمیم کا مسودہ،اس میں یہ طے تھا کہ یہ consensus سے اس کو accept کیا جائے گا including nameجو آخری تین دن لگے اور اس میں آپ کو دو dissent notes ملیں گے. its very interesting وہ dissent notes تھے،ایک health پر اور ایک education پر۔وہ PML-N نے بھی دیا اور PML-Q چوہدری شجاعت صاحب نے بھی دیا educationکو، health کو ہم نے گزارہ کر کے، منا کر ان سے وہ Resolution کروائے تو وہ ایک ہی ہے،آپ کی regulatory authorityورنہ ہر دوائی جو ہے، وہ ایک نہیں، پانچ مرتبہ register ہوتی ہے اور approval لینے پڑتے ہیں، لوگوں کی جوتیاں گھس جاتی ہیں اور ان کو مصیبت ہوتی ہے ۔تو اس لیے دنیا میں ایک ہی ہے، USمیں Federal Regulatory Authority Health کی ایک ہی ہے۔اس لئے یہ وہ چیزیں ہیں جس کا ایک background بھی ہے، history بھی ہے اور اس کی ضرورت بھی ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ کئی چیزیں ہماری ایسی ہیں جو کرنے والی ہیں۔

اسی طرح People's Partyکی بڑی strong ایکdesireتھی،ایک ان کی پوری CEC کی خواہش تھی کہ جی Presidentصاحب کو دنیا میںimmunityہوتی ہے، immunityملنی چاہیے۔وہimmunityملی، لیکن اس پر explanation دے دی گئی۔ اس پر بھی کافی rounds ہوئے، کہ جب وہ public office holder ہوں گے، یہ صرف ابھی کانہ سوچیں اگر وہpublic office کو holdکریں گے، تو پھر

obviously that immunity will not be available.

تو یہ ساری چیزیں جو ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس House میں تمام ساتھیوں کا میں مشکور ہوں اور میں ان ساتھیوں کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہو کہ جنہوں نے اپنے ضمیر کو دیکھ کر اور جنہوں نے سمجھا کہ یہ چیز ملک کے interest میں ہے،ملک کے لیے ہے، اس کو vote دینا چاہیے۔وہ ہمارے دوست، وہ بھی ساتھی ہیں جنہوں نے vote دیا اور بہادری کے ساتھ vote دیا۔ یہی spirit ہے Democracyکی، یہیspiritہےParliamentariansکی، یہیspiritہےFederalismکی۔تو جناب چیئرمین، میں ایک مرتبہ پھر آپ کا، آپ کی team کا اور پھر Law Ministerصاحب کا، Attorney General کا،آپ کی

دونوں Chairman Committee جناب فاروق نائیک صاحب کااور ورک صاحب جو ہیں،اور ان دونوں کے ممبران کا، میں دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں۔ Law Ministry کی teams ہیں جو سارے involve رہے ہیں، میں خود ان کے ساتھ assist کرتا رہا ہوں مختلف چیزوں میں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ team work ہے،اور الحمدللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا positively conclude ہوا ہے۔آپ کو مبارک ہو، سب کو مبارک ہو۔

Thank you very much Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: میں صرف ایک منٹ بات کروں گا کہ آپ کو sixty-four votes پڑے ہیں۔I am only addressing the media آپ کے ایک honourable Member, is on ventilator عرفان الحق صدیقی، اور دوسرا، Parliamentary Leader of Pakistan Muslim League for their information, I want to tell them I didn't cast my vote as a custodian of اور وہ میرا vote تھا، میں وہ بھی دے سکتا تھا، میں نے نہیں دیا two Houses, in the National Assembly and in the Senate میری کوشش تھی کہ Opposition کا ایک important role ہوتا ہے اور میں نے کوشش کی کہ ان میں سے ایک بھی بندہ ایسا نہ ہو جو اپنی رائے نہ دے۔تو وہ انہوں نے اپنی رائے دی ہے اور اس side سے یا اس side سے، دونوں sides پر ہم نے maximum numbers of speakers بنوائے ہیں اور اس کے علاوہ آپ کو یاد ہوگا،اگر eighteenth amendment بھی ہو، 47 speeches ہوئی ہیں اور وہ بھی جو کرنا چاہتے تھے،ان کو ہم نے floor دیا ہے۔تو جو eighteenth amendment تھی،اس پر آپ کو یاد ہوگا جب 1973 کا constitution بنا، اس میں 128 votes تھے اور وہ ہمارا unanimous constitution تھا اور باقی votes ہمارے بنگلہ دیش (East Pakistan) میں تھے اور وہ ہم نے 1973 کا constitution with 128 votes سے بنایا اور اس میں unicameral system تھا۔

جب میاں محمد نواز شریف صاحب اور محترمہ بینظیر بھٹو شہید صاحبہ نے Charter of Democracy with all political forces کیا، تو اس وقت unicameral نہیں

تھا، bicameral تھا اور bicameral میں Senate بھی تھا and 446 Member کیا amendment of constitution یہ اس وقت ہم نے جو none opposed تھا اور اس میں ایک Member نے بھی oppose نہیں کیا تھا۔ ہم نے تمام political parties کو بیچ میں رکھا تھا۔

اس مرتبہ بھی ہم نے اپنی کوشش کی اور Prime Minister Sahib نے اور تمام دوستوں نے تمام Political Parties نے مل کر اس پر Consensus کیا اور آپ نے درست فرمایا کہ وہ Charter of Democracy whether it is on the right side of the aisle or the left side both are agreed اور انہوں نے کیا اور اس پر Consensus ہم نے evolve کیا۔ اب بھی ہم نے کوشش کی maximum consensus evolve کریں۔ میں appreciate کرتا ہوں جو ہماری Law Committee ہے اور ہمارے Farooq Naek Sahib اور Joint Committee of the National Assembly انہوں نے بھی بہت brainstorming کی ہے اور کئی دن کی ہے اور ہم نے بھی تین دن یہاں debate کرائی ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے کہنا پڑتا تھا کہ کوئی رہ تو نہیں گیا، اگر وہ بھی بات کرنا چاہے تو وہ بھی کر لیں۔ مگر وہ خود بھی تھک جاتے تھے، کچھ آپ بھی تھک جاتے تھے، تو ہم نے کہا کہ ہم نے پورا Secretariat of both Houses ان کو بھی میں appreciate کرتا ہوں انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور دو issues ہیں جس پر میں concern feel کرتا ہوں that is overpopulation and education. اس کے اوپر ایک ہی طریقہ ہے shortcut کا council of common interest, اس پر بیٹھ کے consensus کر لیں تو وہ نہ کوئی amendment کی ضرورت ہے نہ کسی چیز کی ضرورت ہے۔ Bare minimum جو آپ سمجھتے ہیں کہ ان کا ہونا بہت ضروری ہے تو وہ اس پر council of common interest میں بیٹھ کے آپ اس پر consensus evolve کر لیں اور curriculum کے اوپر اور population وہ بھی time bomb ہے جس پر ہم بیٹھے ہیں، تو اس کے لیے میری یہ suggestion ہو گی۔

دوسرا جو role of the Chairman ہے یا Speaker وہ regulate کرتے House کو، وہ vote نہیں کر سکتا۔ میں تو اپنا اتنا ہی کر سکتا تھا کہ میں نے vote نہیں دیا، مگر regulate کرنے کے لیے I have followed the best democratic practices in the world کہ جس طریقے سے opposition کو لے کے چلنا ہوتا ہے، جس طریقے سے Government کو لے کے چلنا ہوتا ہے، ہم نے ہر ایک کو موقع دیا ہے۔ اس سے زیادہ میں ان کو vote تو نہیں دلوا سکتا۔ Vote تو آپ کا ہے whoever has the majority, I put to the House and you decide. تو اس لیے for the concern of the media کوئی bulldoze نہیں کیا اور جو الفاظ منہ سے نکلے unanimously وہ بھی میں نے correct کر دیا کہ چونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کے اوپر میں کوئی حرف آنے دوں۔ تو ہم نے جو کیا majority سے کیا، شکریہ۔ یہ میں نے سیف اللہ ابڑو کے لیے آپ نے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ایک تو یہ ہے کہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ Chair neutral رہے تو اچھا ہے۔ لیکن آپ کو یاد ہوگا چھبیسویں ترمیم میں Ruling آچکی ہے۔ Principle ایک چیز ہے اور ایک legal obviously اس سے different ہے۔ تو میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کو clarity ہونی چاہیے کہ Chairman اور Speaker کا vote ہونا چاہیے but we are not going to talk now. ان شا اللہ آگے وقت آئے گا، اس کو دیکھیں ruling ہے کہ آپ tie کی صورت میں آپ بھی vote دے سکتے ہیں، tie کی صورت میں Speakers آپ بھی دے سکتے ہیں

but it should be properly legalize this particular Ruling.

جناب چیئرمین: In this House آخری Vote Chairman Senate نے دیا ہوا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب، میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے دو ساتھی ہیں جن کو میں نے بہت appreciate کیا ہے۔ تو اگر آپ ان کو تھوڑا سا وقت ایک دو دو منٹ دے دیں سیف اللہ ابڑو صاحب کو اور بہن نسیمہ احسان صاحبہ کو تو I'll be grateful.

جناب چیئرمین: سیف اللہ ابڑو صاحب I will request کہ میری Qatar کے Speakerکے ساتھ ابھی bilateral ہےاور میں time change کرتا جارہا ہوں۔ اگر آپ مختصر لینا چاہیں۔

Senator Saifullah Abro

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! میں نے زیادہ بات ہی نہیں کرنی۔ میں اس House کے سامنے اور یہ سارے دوست بھی بیٹھے ہیں، میں یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں، خاص طور پر جو پاکستان انڈیا کی جنگ ہوئی اور اُس میں ہماری پاک افواج کا جو کردار تھا، جس کی وجہ سے انڈیا کو شکست ہوئی، انڈیا نے جو ذلت اٹھائی وہ میرے خیال میں ہمارے سب پاکستانیوں کے لیے باعث فخر اور باعث عزت ہے۔

بے شک ہماری parties اپنی جگہ پر جو بھی ہیں کیونکہ اس شکست کو انڈیا پہلے نہیں مان رہا تھا۔ پھر جب President Trump نے پانچ چھ مرتبہ کہا اور جتنی عزت President Trump نے ہمارے فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب کو دی، ایسی عزت دنیا میں کسی کو صدر ٹرمپ نے نہیں دی، even کسی وزیر اعظم کو بھی نہیں دی۔ جناب! بات یہ ہے کہ میں نے جو آج یہاں ووٹ دیا ہے وہ ووٹ میں نے اپنے فیلڈ مارشل اور پاک افواج کی وجہ سے دیا ہے۔

جناب، میں دوسری بات آپ کو واضح بتا دوں کہ جب چھبیسویں ترمیم آئی تھی last year, تو میں ابھی جب یہاں سے نکلوں گا، ابھی بھی کافی لوگ آپ کے یہاں سینیٹر بیٹھے تھے، آپ کی side کے ہی، یہ پہلے ہمارے لوگوں کو طنز کر رہے تھے کہ دیکھو! ابڑو کہاں گیا۔ میں ووٹ دینے آیا ہوں اور جنرل عاصم منیر کی وجہ سے ووٹ دینے آیا ہوں۔ کسی اور کی وجہ سے نہیں۔ کسی کو بھول ہے شاید۔ اگر کسی کو بھی ہو تو نہیں ہونی چاہیے۔ تو وہ آدمی، یہ آپ کا ناصر بٹ صاحب ہمیشہ۔

جناب چیئرمین: آپ پارلیمانی practices کی بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں آتا ہوں جناب، میں آتا ہوں۔ وہ بات ہے کہ آپ کی amendment آ رہی ہے۔ آپ کو کوئی ووٹ دیتا ہے۔ تو اُس وقت بھی آپ کے Members میں ethics نہیں آتے۔ جناب! ethics سیکھیں اور اِن کو سکھائیں۔ میں گزارش کرتا ہوں جناب کہ میں نے پہلے بھی اور کل بھی بات کی تھی کہ یہ یہی House ہوگا، پہلے

فروغ نسیم یہاں قانون سازی کرتا تھا، ابھی اعظم صاحب کر رہے ہیں۔ کل جب ہماری حکومت آئے گی تو یہی کام یہاں بیرسٹر علی ظفر کرے گا۔ یہ میری آپ بات نوٹ کر لیں، سب کریں گے۔ کوئی بھی یہاں انقلابی نہیں ہے۔

Last year جب بات ہوئی تھی تو میری missus arrest ہوئی تھی۔ صرف آدھا منٹ اور۔ last year جب چھبیسویں ترمیم پر جب بات ہوئی تھی تو میری فیملی کے دس ممبران، میری missus arrest ہوئی تھی۔ کسی کو پتا ہے یہاں؟ میری پارٹی نے کتنی میرے لیے آواز اٹھائی تھی۔ دس ممبر! کوئی ایک بھی PTI کا سینیٹر کہے کہ جس کے بندے اُٹھائے گئے تھے۔ میرے دس فیملی ممبر اٹھائے گئے تھے اور جناب! اس کے بعد جب وہ ترمیم ہو گئی تو آپ نے بھی مذمت کی۔ شہادت صاحب نے بھی الیکشن کمیشن میں جا کر آپ کے وہ application دی۔آپ نے بھی denotification کے لیے الیکشن کمیشن کو ریفرنس بھیجا۔

جناب! میں آج یہاں اپنی Senatorship سے استعفیٰ دیتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ کل آپ یہاں مجھے denotify کرکے الیکشن کمیشن بھیج دیں گے۔ میں نے آپ کا وقت اِسی وجہ سے لیا ہے۔ میں اپنی سیٹ سے، Senatorship سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ Thank you. جناب۔

جناب چیئرمین: ہم آپ کو پھر بنادیں گے۔ نسیمہ احسان صاحبہ! مختصر time لیں پلیز۔

Senator Naseema Ehsan

سینیٹر نسیمہ احسان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب۔ نہیں نہیں آپ ان شاء اللہ ابڑو صاحب کو راضی کر لیں گے۔ جناب والا! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے گورنمنٹ کو اور تمام ممبران کو اس آئینی ترمیم پر مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اس House کے توسط سے، جیسے میرے بھائی دنیش کمار نے بھی صوبائی اسمبلی کی seats بڑھانے کے حوالے سے بات کی تھی۔ تو آج ہمارے سینیٹر عبدالقادر نے بھی یہی بات کی ہے۔

صوبائی اسمبلی کی seats بڑھانا اچھی بات ہے۔ کل میں نے بھی یہی بات کی تھی لیکن جناب ایک کیک کا size ہی یہ ہے۔ اگر ایک پونڈ کا کیک ہے تو اسے دس بندے already کھا رہے ہیں۔ اگر مزید پندرہ، دس یا پانچ بندے آپ بڑھادیں گے تو وہ کیک کا size نہیں بڑھے گا۔ جناب اس لیے ہماری یہ ایک درخواست ہے اور تجویز بھی ہے کہ قومی اسمبلی کی seats بڑھائی جائیں اور اگر

بلوچستان کو آپ قومی دھارے میں آگے لانا چاہ رہے ہیں، جو ایک national level پر بلوچستان اس وقت isolation میں ہے۔ اگر اس isolation سے نکالنا چاہتے ہیں تو بلوچستان کی قومی اسمبلی کی seats بڑھائی جائیں۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: OK. The proceedings of the House stands adjourned to meet again on Thursday, the 13th of November, 2025 at 04.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, 13th November, 2025 at 04.00 pm]